


# تُم پہ کروڑوں دُرود



تحریر
خلیل احمد رانا

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

# تُم پہ کروڑوں دُرود

ترتیب : خلیل احمد رانا



پیش کش:

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

E-mail: fikrealahazrat@yahoo.com

برائے:

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تُم پہ کروڑوں دُرود

ترتیب۔خلیل احمد رانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

اللہ کریم جل مجدہٗ نے قرآن کریم میں ارشادفرمایا!

✿ اِنَّ اللہ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النبی یاَیھاالذین اٰمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیماً☆[۱]



ترجمہ۔بے شک اللہ اوراس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر اے ایمان والوتم ان پر درود بھیجواور خوب سلام بھیجا کرو۔[۲]

قرآن کریم کے ارشادربانی کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کی ہدایات ملتی ہیں۔

✿ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک قیامت کے دن میرا سب سے زیادہ مقرب اورسب سے زیادہ محبوب وہی شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہے۔[۳]

✿ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر کتنا درود پڑھا کروں،آپ نے فرمایا جس قدر چاہو،عرض کیا چوتھائی حصّہ پڑھوں (یعنی تین حصے دیگر وظائف اوردعائیں اور چوتھائی حصہ درود شریف) فرمایا جتنا چاہواگراور زیادہ کروتو بہتر ہے،عرض کیا ادھا وقت،فرمایا جتنا چاہو اگر اور زیادہ کروتو تمہارے لئے بہتر ہے،عرض کیا دو تہائی،فرمایا جس قدر چاہو اگر اور زیادہ کروتو بہتر ہے،عرض کیا کہ کل وقت درود شریف ہی پڑھا کروں گا،فرمایا تو یہ درود تمہارے سارے رنج وغم کو کافی ہوگا اور تمہارے گناہوں کو مٹادے گا۔[۴]

✿ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شہادت ۲۱/رمضان المبارک ۴۰ھ) کا معمول تھا

کہ ہر روز بعد نماز فجر طلوع آفتاب تک قبلہ رو بیٹھتے اور درود شریف پڑھتے تھے۔[۵]

✪ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵/ربیع الاوّل ۵۰ھ) شب برأت میں ایک تہائی رات درود وسلام پڑھا کرتے تھے۔[۶]

✪ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۱۵/رجب ۱۴۸ھ) ماہ شعبان میں ہر روز سات سو مرتبہ درود شریف پڑھنے کی بہت زیادہ فضیلت بیان فرماتے تھے۔[۷]

✪ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۶۱ھ) پر جب کوئی صدمہ یا حادثہ پیش آتا تو آپ اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتے اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھتے تھے، نماز کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور کہتے تھے ''اغثنی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام'' پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر دل ہی دل میں آہستہ سے دو شعر پڑھتے تھے!

ایدرکنی ضیم وانت ذخیرتی



والظلم فی الدنیا وانت نصیرتی

وعار علیٰ راعی الحمیٰ وھو فی الحمی

اذا ضاع فی البیداء بعیری

ترجمہ۔یعنی کیا مجھے بھی کوئی آفت پہنچ سکتی ہے جب کہ آپ کا تعلق میرے لئے ذخیرہ آخرت ہے اور کیا میں بھی دنیا میں ظلم وستم کیا جاؤں گا جب کہ آپ میرے معین ومددگار ہیں۔

یہ امر تو گلہ بان کے لئے باعث عار ہے کہ اس کے گلہ میں ہوتے ہوئے اس جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے۔

ان اشعار کے پڑھنے کے بعد آپ درود شریف کی کثرت کرتے تھے، اس عمل کی برکت سے آپ پر سے اللہ تعالیٰ اس صدمہ اور آفت کو دور فرما دیتا تھا اور آپ اپنے مریدین کو بھی مصیبت اور آفت کے وقت اس عمل کی تلقین فرماتے تھے۔[۸]

✪ عارف باللہ، شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی ابن عربی طائی اندلسی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۸ھ) فرماتے ہیں!

''اہل محبت کو چاہیئے کہ درود شریف کے ذکر پر صبر واستقلال کے ساتھ ہمیشگی کریں، یہاں تک کہ بخت جاگ

اُٹھیں اور وہ جانِ جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود قدم رنجہ فرمائیں اور شرفِ زیارت سے نوازیں۔

میں نے ذکر درود شریف پر پابندی سے ہیشگی کرنے والا کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس طرح ایک عظیم فرد جو (اندلس کے شہر) اشبیلیہ (اسپین یورپ) کا رہنے والا ایک لوہار تھا، وہ کثرت سے درود شریف پڑھنے کی وجہ سے ''اللھم صل علیٰ محمد'' کے نام ہی سے مشہور ہوگیا تھا اور ہر ایک شخص انہیں اسی نام سے جانتا تھا، ایک مرتبہ جب میں ان سے ملا اور دعا کی درخواست کی تو انہوں نے میرے لئے دعا فرمائی جس سے مجھے بہت فائدہ ہوا، وہ جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود شریف پڑھتے رہنے کے باعث مشہور تھے اور بغیر کسی خاص ضرورت کے کسی کے ساتھ گفتگو نہیں کرتے تھے، جب اُن کے پاس کوئی شخص لوہے کی کوئی چیز بنوانے آتا تو اس سے کام کو مشروط کر لیتے کہ بھائی جیسی چیز بتائی ہے ویسی ہی بنائیں گیا وراس پر کسی قسم کا اضافہ نہیں کریں گے، تاکہ جو وقت بچے اُس میں بھی دُرود شریف پڑھیں، اُن کے پاس جو بھی مرد، عورت یا بچہ آکر کھڑا ہوتا تو واپس لوٹنے تک اُس کی زبان پر بھی درود شریف جاری رہتا، وہ اپنے شہر میں اسی مقدس مشغلے کی وجہ سے ہر خاص و عام کے دلوں میں سمائے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے تھے۔[۹]



- شیخ المشائخ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۳ھ) روزانہ رات کو تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے اور اس کے بعد سوتے تھے۔[۱۰]

- حضرت عبداللہ بن موسیٰ بن نعمان مزالی تلمسانی مراکشی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۲ھ) اپنی کتاب ''مصباح الظلام'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت خلاد بن کثیر بن مسلم رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ہمیں بتایا گیا کہ جب آپ پر حالت نزع طاری ہوئی تو لوگوں نے آپ نے سرہانے ایک لکھا ہوا رقعہ پایا، جس پر تحریر تھا''ھذا براء ۃ من النار لخلاد بن کثیر'' یہ دوزخ کی آگ سے خلاد بن کثیر کے چھٹکارے کی دستاویز ہے، لوگوں نے ان کے گھر والوں سے پوچھا کہ موصوف کے کیا معمولات تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپ ہر جمعتہ المبارک کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے:

''اللھم صل علیٰ النبی الامی محمد''[۱۱]

- حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۵ھ) فرماتے ہیں کہ ۲۰/ ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ھ کو چاشت کے وقت شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۶۶۴ھ) کی سعادت قدم بوسی حاصل ہوئی، درود شریف کے فضائل بیان فرماتے ہوئے آپ آبدیدہ ہوگئے اور یہ

حکایت بیان فرمائی کہ ایک شب حضرت خواجہ حکیم سنائی غزنوی قدس سرہٗ (متوفی ۴۲۵ھ) نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا روئے مبارک ان سے چُھپاتے ہیں، خواجہ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ دوڑے اور قدموں کو بوسہ دے کر عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری جان آپ پر قربان ہو کیا سبب ہے جو آج مجھے یہ محرومی ہو رہی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواجہ سنائی رحمۃ اللہ علیہ کو گلے لگا لیا اور فرمایا کہ سنائی! تم نے اس قدر درود پڑھا ہے کہ مجھے تم سے حجاب آتا ہے، بعد میں حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! سبحان اللہ یہ بھی اللہ کے بندے ہیں جن کی کثرت درود خوانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حیا آتی ہے۔[۱۲]

✿ حضرت شیخ الاسلام غوث بہاء الدین زکریا سہروردی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۶۱ھ) وصیت فرمایا کرتے تھے کہ دین تب ہی سلامت رہ سکتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے۔[۱۳]

✿ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ حضرت بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا کو ان کی زندگی میں جب کوئی ضرورت پیش آتی تو وہ پانچ سو مرتبہ دُرود شریف پڑھ کر اپنا دامن پھیلا کر دعا مانگتی تھیں اور جو چاہتی تھیں مل جاتا تھا۔[۱۴]

✿ حضرت شیخ ابوسعید صفروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۱ھ) درود تامّہ بہت کثرت سے پڑھتے تھے، شیخ صفروی علیہ الرحمہ، شیخ محمد ابوالمواہب شاذلی علیہ الرحمہ کے شیخ ہیں، صلوٰۃ تامّہ یہ ہے:

**"اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد و علیٰ اٰل سیدنا محمد کما صلیت علیٰ سیدنا ابراھیم و علیٰ اٰل سیدنا ابراھیم و بارک علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد کما بارکت علیٰ سیدنا ابراھیم و علیٰ اٰل سیدنا ابراھیم فی العالمین انک حمیدٌ مجیدٌ السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ۔[۱۵]**

✿ سیدی شیخ محمد صفی الدین ابی المواھب شاذلی الوفائی تیونسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۰ھ) دن میں ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف "**اللھم صل سیدنا محمد و علیٰ اٰل محمد**" پڑھا کرتے تھے، آپ ایک ہزار تعداد پوری کرنے کے لئے بعض دفعہ جلدی جلدی پڑھا کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا! کیا تجھے معلوم نہیں کہ جلد بازی شیطان کا کام ہے، ٹھہر ٹھہر کر ترتیب سے بنا سنوار کر پڑھا کر، اگر کبھی وقت تنگ ہو جائے تو پھر جلدی پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ بر بنائے فضیلت ہے ورنہ جس طرح بھی درود شریف پڑھو وہ درود ہی ہے۔[۱۶]

✿ سیدی شیخ برھان الدین ابراہیم بن علی بن عمر الانصاری المتبولی المصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۷ھ) ولایت میں بڑا اونچا مقام رکھتے تھے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کا کوئی شیخ نہ تھا، آپ قاہرہ (مصر) کے محلّہ حسینیہ میں جامع مسجد امیر شرف الدین کے دروازے کے قریب بھنے ہوئے چنے بیچا کرتے تھے، کثرت درود شریف کی وجہ سے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت خواب میں دیکھتے تھے، آپ اپنی والدہ ماجدہ کو اس کی اطلاع دیتے تو وہ فرماتیں کہ بیٹا مردوہ ہے جسے بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو، جب آپ بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے لگے اور مختلف معاملات میں مشورے کرنے لگے تو آپ کی والدہ محترمہ فرمانے لگیں کہ اب تم بالغ ہوئے ہو اور مردانگی کے میدان میں پہنچے ہو۔ [۱۷]

✿ قطب عالم شیخ عبد الجلیل چوہڑ بندگی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ) درود شریف کی کتاب ''دلائل الخیرات'' کثرت سے پڑھتے تھے، آپ کا معمول تھا کہ آپ ایک مرتبہ فجر کی نماز کے بعد اور ایک مرتبہ شام کو پابندی سے مکمل دلائل الخیرات شریف ختم کرتے تھے۔ [۱۸]



✿ حضرت شیخ سیدی احمد مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۳ھ) دن رات میں بیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے اور چالیس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے، حضرت شیخ عبد الوھاب شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ نے میرے لئے کئی دعائیں فرمائیں اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کے ورد کی رہنمائی فرمائی۔ [۱۹]

✿ امام عبد الوھاب شعرانی مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) اپنی کتاب " لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العھود المحمدیہ" میں فرماتے ہیں کہ سیدی شیخ علی نور الدین شونی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۴ھ) (شَون مصر میں جزیرہ بنی نصر احمدی کا ایک شہر) روزانہ دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور شیخ احمد الزواوی البحیری المصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۳ھ۔ مدفون قصبہ دمنہور، مصر) کا طریقہ تھا کہ روزانہ چالیس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے، امام شعرانی فرماتے ہیں کہ مجھے ایک بار انہوں نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ ہم بہت ہی کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں، یہاں تک کہ بیداری میں آپ ہمارے ساتھ تشریف فرما ہوتے ہیں، ہم آپ کے ساتھ صحابہ کرام کی مانند مجلس کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دین کے متعلق پوچھتے ہیں اور ان احادیث کے متعلق جنہیں حفاظ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے وہ ہمارے پاس ہوتی ہیں اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق عمل کرتے ہیں، جب تک ہماری یہ کیفیت نہ ہو تو ہم اپنے آپ کو بکثرت درود شریف پڑھنے والوں میں نہیں سمجھتے، اے میرے بھائی تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ بارگاہ خداوندی میں پہنچنے

کا قریب ترین راستہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے۔[۴۰]

امام عبدالوھاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الاخلاق المتبولیه ''میں لکھتے ہیں کہ شیخ علی نورالدین شونی رحمتہ اللہ علیہ میرے مشائخ میں سے تھے اور دن رات اپنے رب کی عبادت کرنے والے تھے، انہوں نے مصر اور اس کے نواح کے علاوہ بیت المقدس، شام، یمن، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پاک پڑھنے کی مجالس قائم کیں اور شیخ سیدی احمد بدوی رحمتہ اللہ علیہ کے شہر طندتا (مشہور سیاح ابن بطوطہ بھی اسی شہر کے رہنے والے تھے) اور جامع از ہر مصر میں اسّی سال تک درود شریف کی مجلس قائم کئے رکھی، فرماتے تھے کہ اس وقت میری عمر ایک سو گیارہ سال ہے، لوگ انہیں ہر سال حج کے موقع پر عرفات میں دیکھتے تھے، ان کے دوسرے مناقب نہ بھی ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں صبح و شام ان کا ذکر ہونا ہی ان کے بلند مرتبہ کے لئے کافی ہے، امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں پینتیس سال ان کی خدمت میں رہا، آپ ایک دن بھی مجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوئے، شیخ علی نورالدین شونی رحمتہ اللہ علیہ نے سیدی احمد بدوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۵ ھ) کے شہر ''طندتا'' کے نواح ''شون'' میں بچپن گزارا، پھر سیدی احمد البدوی رحمتہ اللہ علیہ کے شہر میں منتقل ہوگئے، وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی مجلس بنائی، ان دنوں آپ بے ریش نوجوان تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی اس مجلس میں بہت سے لوگ جمع ہو جاتے تھے، شیخ علی نورالدین شونی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے حاضرین جمعہ کی رات کو بعد نماز مغرب اس مجلس درود شریف کو شروع کرتے اور دوسرے روز جمعہ کی اذان تک اس میں بیٹھتے تھے، پھر ۸۹۷ھ میں جامعہ از ہر میں آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کی مجلس بنائی۔

امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھے بتایا کہ جب میں بچپن میں اپنے گاؤں شؤن میں مویشی چرایا کرتا تھا، اس وقت بھی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا شوق رکھتا تھا، میں اپنا صبح کا کھانا بچوں کو دے دیتا اور اُن سے کہتا کہ اسے کھاؤ پھر میں اور تم مل کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں، اس طرح ہم دن کا اکثر حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے میں گزارتے تھے۔

امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وقت حجاز، شام، مصر، صعید، محلّہ الکبریٰ، اسکندریہ اور بلاد مغرب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کی مجالس آپ ہی سے پھیلی ہیں، شیخ علی نورالدین شونی رحمتہ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے تھے جو بیداری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے جس طرح شیخ علی خواص رحمتہ اللہ علیہ، شیخ سیدی ابراھیم متبولی رحمتہ اللہ علیہ اور امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔[۲۱]

✿ حضرت شیخ احمد الکعکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۵۲ھ) دن رات مین آپ کا معمول تھا کہ چالیس ہزار مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا کرتے تھے۔[۲۲]

✿ امام عبدالوھاب شعرانی شافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) کا یہ ہمیشہ معمول رہا کہ آپ ہر جمعہ کی رات تمام شب صبح تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا ورد فرماتے، آپ کا یہ معمول وفات تک جاری رہا۔[۲۳]

اس کے علاوہ آپ وظیفہ ''جزی اللہ عنا محمدًا ماھو اھلہٗ '' ایک ہزار مرتبہ صبح اور ایک ہزار مرتبہ شام کو پڑھا کرتے تھے۔[۲۴]

✿ حضرت شیخ مسعود الدراوی رحمۃ اللہ علیہ بلاد فارس کے اولیاء میں سے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین میں سے تھے، آپ اکثر اس جگہ تشریف لے جاتے جہاں مزدوری وغیرہ کے لئے جمع ہوئے لوگ مل جاتے ہیں، آپ وہاں سے بقدر ضرورت مزدوری کے خواہش مند افراد کو ساتھ لیتے، وہ سمجھتے کہ آپ ہمیں کسی کام کرنے کے لئے لے جارہے ہیں، جب وہ لوگ آپ کے گھر پہنچتے تو آپ ان سے فرماتے کہ بیٹھو اَب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں، عصر کی نماز تک یہ سلسلہ جاری رہتا، پھر آپ ان کو مزدوری عطا فرماتیا اور وہ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو جاتے، آپ اپنے حسن عقیدت اور صدق دل کی وجہ سے جاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے۔[۲۵]



✿ عارف باللہ سیدی شیخ امام عبداللہ بن محمد المغربی القصیری الکلنکسی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ پچیس ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے:

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد النبی الامی و علیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم

یہ درود شریف انہوں نے اپنے شیخ قطب کامل سیدی عبداللہ الشریف العلمی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا، یہی درور شریف ان کی طریقت کا سہارا ہے، اسی کے ذریعے وہ خود بھی مقام ولایت تک پہنچے اور اسی کے ذریعے انہوں نے اپنے شاگردوں کو مقام ولایت تک پہنچایا۔[۲۶]

✿ حضرت سید علی المشہور بابا میر رحمۃ اللہ علیہ (بیجاپور۔ بھارت) نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کے لئے سات ہزار درود شریف تالیف فرمائے، آپ شاہ وجیہ الدین حسینی علوی گجراتی احمد آبادی

رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۹۹۷ھ) سے بیعت تھے، آپ کا مزار بیجاپور کے شہر پناہ کے باہر زہرہ پور میں واقع ہے۔[۲۷]

✿ حضرت خواجہ ملک شیر خلوتی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۰۵ھ) حضرت سید مصطفےٰ چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مُرید تھے، احمد آباد (گجرات کاٹھیاواڑ، بھارت) میں پیدا ہوئے، آپ کا مزار شریف موضع بودر، علاقہ خاندیس (بھارت) میں ہے، آپ تمام رات دن نوافل اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے میں صرف کیا کرتے تھے۔[۲۸]

✿ حضرت شیخ محمد چشتی بدایونی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۲۴ھ) روزانہ دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے، درود شریف کی برکت سے آپ کو طے الارض (زمین کا سکڑ کر فاصلہ کم ہوجانا) حاصل تھا، اس لئے آپ ہر جمعہ کو بیت اللہ شریف کے طواف کے لئے مکہ مکرمہ جاتے تھے۔[۲۹]

✿ حضرت خواجہ محمد ھاشم کشمی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴۵ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۳۴ھ) کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے، خصوصاً جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن اور پیر کی شب اور پیر کے دن میں، زندگی ظاہری کے آخری ایام میں جمعہ کی راتوں میں احباب کو جمع کر کے ہزار بار درود شریف پڑھتے تھے، اس عدد کو پورا کرنے کے بعد ایک گھڑی مراقبہ میں جاتے اور پورے انکسار کے ساتھ دعا کرتے تھے، (اس کے بعد) رسالہ صلوٰۃ ماثورہ جو ایک جز سے زیادہ ہوتا تھا یا درود شریف کا وہ رسالہ پڑھتے جو حضرت شیخ الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ (ملخصاً)[۳۰]



✿ حضرت اخوند درویزہ ننگرھاری پشاوری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴۸ھ) پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اتنی غالب تھی کہ آپ اکثر درود شریف ہی پڑھتے رہتے تھے اور (محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں) آہیں بھر بھر روتے تھے۔[۳۱]

✿ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ جس وقت اس فقیر کو شیخ عبدالوھاب متقی القادری الشاذلی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۰۱ھ) نے مدینہ منورہ کے مبارک سفر کے لئے رخصت کیا تو ارشاد فرمایا کہ یاد رکھو اس سفر میں فرائض ادا کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے سے بلند تر کوئی عبادت نہیں ہے، میں نے درود پاک کی تعداد دریافت کی تو فرمایا یہاں کوئی تعداد مقرر نہیں ہے جتنا ہو سکے پڑھو، اسی میں رطب اللسان رہو اور اسی کے رنگ میں رنگے جاؤ، وہ ہر طالب کو تلقین فرماتے تھے کہ روزانہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کو ہزار مرتبہ سے کم نہ مقرر کرنا چاہیئے، اگر اتنا نہ ہو سکے تو پانچ سو مرتبہ لازمی ہو تو

گویا ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ اور سونے سے پہلے بھی وقت کو خالی نہ رکھنا چاہیئے اور اپنے لئے ہر نماز کے بعد تین سو سے کم نہ مقرر نہ کرتے تھے۔[۳۲]

حضرت شیخ مصطفیٰ بن زین الدین بن عبدالقادر المشہو رابن سوار شافعی دمشقی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۷۱ھ) ہر پیر کی رات جامع مسجد اموی دمشق میں شب بھر درود شریف پڑھنے کا اہتمام فرماتے، آپ کے ایک شاگرد شیخ عبداللہ بن علی عاتکی علیہ الرحمہ نے آپ کے انتقال کے دو روز بعد آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہوا میں اُڑ رہے ہیں، انہوں نے عرض کیا یا سیدی آپ کہاں اُڑے جا رہے ہیں؟ فرمایا اعلیٰ علیین کی طرف، شیخ عبداللہ نے پوچھا یہ عظمت آپ کو کس وجہ سے ملی، فرمانے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ کثرت درود و سلام کی برکت سے۔[۳۳]

قطب زمانہ حضرت سید حسن رسول نما اویس ثانی نارنولی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۰۳ھ) کا شمار دہلی کی عظیم اور بلند پایہ روحانی شخصیتوں میں ہوتا ہے، آپ نے تقریباً سو سال عمر پائی، تمام عمر ''باغ کلالی، پہاڑ گنج، دہلی'' میں رہے، آپ کو ''رسول نُما'' کے لقب سے اس لئے یاد کیا جاتا ہے کہ آپ ہر روز گیارہ سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھتے تھے:

''اللھم صل علیٰ محمد و عترتہٖ بعد د کل معلوم لک''

آپ اس درود شریف پڑھنے کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پاک کے حضوری تھے اور آپ جس کو یہ درود شریف پڑھنے کے لئے بتا دیتے تھے اُس کو بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جاتی تھی، بے شمار لوگ آپ کی صحبت بابرکت سے فیض یاب ہوئے، اس درود شریف کو پڑھنے کی آپ کی طرف سے عام اجازت ہے۔[۳۴]

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۳۱ھ/ ۱۷۱۸ء) روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔[۳۵]

عارف باللہ سیدی شیخ احمد بن ثابت التجانی الحسنی المغربی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء) کثرت سے درود شریف کا ورد کرتے تھے اور اکثر خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں آپ ہر اس مسلمان کے ضامن ہوں جو درود و سلام پر لکھی گئی میری کتاب ''**التفکر الاعتبار فی فضل الصلوٰۃ علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم**'' کو پڑھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کے پڑھنے

والے کا ضامن ہوں اور اس کا بھی جو اس کتاب میں لکھے گئے صیغوں کے ساتھ درود و سلام بھیجے۔[۳۶]

(نوٹ۔اسماعیل پاشا بغدادی نے ''ھدیتہ العارفین '' جلد۵، صفحہ۳۷۱پر اس کتاب ''التفکر الاعتبار '' کا یہی نام لکھا ہے، اور عمر رضا کحالہ مصری نے ''معجم المؤ لفین' ' جلد۱، صفحہ۱۸۰پر اس کتاب کا یہی نام لکھا ہے، اگر کسی صاحب علم کی لائبریری میں یہ کتاب ہو تو راقم الحروف خلیل احمد رانا کو ضرور مطلع فرمائیں)

- حضرت عبدالقادر ثانی حیدر آبادی بن شاہ سعد الدین رحمہم اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۵۹ھ) ہر وقت درود شریف پڑھتے تھے۔[۳۷]

- حضرت شیخ محمد عابد نقشبندی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء) روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف کا ورد کرتے تھے۔[۳۸]

- حضرت سید محمد وارث رسول نما بنارسی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۶۶ھ/۱۷۵۳ء) شاہ رفیع الدین غازی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے، آپ روزانہ (اپنے حلقہ میں) ایک لاکھ مرتبہ ''درود طریقہ'' کا ورد کرتے تھے، درود طریقہ یہ ہے:

''اللھم صل علیٰ سیدنا محمد النبی الامی وعلیٰ آلہٖ و اھل بیتہٖ و اصحابہٖ و بارک وسلم علیہ و علیھم اجمعین''

اس درود شریف کا ورد مخصوص طریقہ پر کسی صاحب اجازت بزرگ کی اجازت سے بہت فوائد کا حامل ہے، آپ کے ایک مرید غالبًا شاہ ابو الحیات قادری پھلواری بہاری رحمتہ اللہ علیہ، مؤلف کتاب '' تذکرۃ الکرام'' (فارسی) روزانہ (اپنے حلقہ میں) دس لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔[۳۹]

- حضرت سید محمد وارث رسول نما بنارسی علیہ الرحمہ کے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر جھلی کے نیچے سبز کلمات میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھا ہوا تھا، جس کو ہر شخص آسانی سے پڑھ سکتا تھا، آپ کے بدن سے ہر وقت خوشبو آتی تھی، آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق و محبت تھا۔[۴۰]

- حضرت شیخ عبدالنبی محمد بن یونس القشاشی المالکی الدجانی المدنی رحمتہ اللہ علیہ، بیت المقدس (فلسطین) کے مضافاتی قصبہ دجانہ کے رہنے والے تھے، نہایت صالح بزرگ تھے، آپ کو عبدالنبی کے نام سے اس لئے پکارا جاتا تھا کہ آپ لوگوں کو اُجرت دے کر مسجد میں بٹھاتے تا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں۔[۴۱]

✿ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ہر روز درود شریف پڑھنے کی وصیت فرمائی اور فرمایا ہم نے جو کچھ پایا اسی درود شریف کے سبب پایا ہے۔[۴۲]

✿ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہی فرماتے ہیں کہ درود شریف کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا دنیا کی رسوائی سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی آبرو میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔[۴۳]

✿ حضرت بابا ماہی شاہ قادری نوشاہی ہوشیار پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء) مدفون موضع جھنگی شاہ تحصیل دسوہہ، ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب۔ بھارت) نے دریائے بیاس کے کنارہ پر بارہ سال میں ایک کروڑ مرتبہ درود شریف ہزارہ پڑھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضورِ مجلس سے مشرف ہوئے، درود ہزارہ یہ ہے:

"اللھم صل علیٰ سیدنا محمد بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ"[۴۴]

✿ حضرت میرزا مظہر جان جاناں شہید نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۹۵ھ) فرماتے ہیں کہ سالک کے لئے روزانہ ہزار بار درود شریف پڑھنا لازم ہے۔[۴۵]

✿ حضرت مولانا انوار الحق فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۳۶ھ) اپنے ہر مرید کو کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔[۴۶]

✿ حضرت شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۴۰ھ) اپنے متوسلین کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ ہر روز رات کو ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا چاہیئے۔[۴۷]

✿ حضرت شاہ محمد آفاق نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۴۰ھ) روزانہ دس ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے "اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و بارک وسلم"۔[۴۸]

✿ حضرت امام الدین بن میاں تاج محمود بن حافظ شرف الدین علیہم الرحمہ متوطن موضع شاہ اعظم مضافات تونسہ اور حضرت مولوی اللہ بخش بلوچ رحمۃ اللہ علیہ ساکن موضع سوکڑی مضافات تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خاں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان قبول نامی جو بدقسمتی سے نابینا ہو گیا تھا، حضرت فخر الاولیاء خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت میں نابینا ہوں میرے لئے

دُعا فرمائیے کہ اللہ کریم مجھے روشنی چشم عطا فرمائے، آپ نے فرمایا کہ میاں درود شریف پڑھا کرو، اس نے عرض کیا غریب نواز! میں پہلے پڑھتا رہتا ہوں، آپ نے فرمایا درود شریف ایسی چیز نہیں ہے کہ تو پڑھے اور تیری آنکھیں روشن نہ ہوں، چنانچہ اُس نوجوان نے کثرت سے درود شریف پڑھنا شروع کیا، جب نو لاکھ مرتبہ پورا کیا تو اللہ کریم نے اسے بینائی عطا فرمادی۔

✪ حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ صاحبزادہ خواجہ نور احمد جیؤ رحمۃ اللہ علیہ، مہار شریف (چشتیاں، ضلع بہاول نگر) کے اقرباء میں سے ایک شخص نابینا ہو گیا تھا، اس نے کثرت سے درود شریف پڑھنا شروع کیا، اللہ کے فضل سے ایک ماہ میں بینا ہو گیا۔[۴۹]

✪ حضرت افضل العلماء ابو علی محمد ارتضاء الصفوی قاضی القضاء مدراسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) کی عادت شریفہ تھی کہ اکثر اوقات درود شریف پڑھنے میں مشغول رہا کرتے تھے۔[۵۰]

✪ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) خلیفہ مجاز حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۴۰ھ) کا معمول تھا کہ آپ کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے تھے، مولانا نبی بخش حلوائی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴۴ء) فرماتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ آپ کی قبر پر خود حاضر ہو کر یہ کیفیت دیکھی کہ قبر سے خوشبو کی لپٹیں آتی تھیں اور مجھے یوں محسوس ہوتا کہ کسی عطار نے اپنی ساری خوشبوؤں کو بکھیر دیا ہے، میں نے تپتی دھوپ میں بھی حاضری دی مگر آپ کی قبر کے پاس تمام پتھروں اور اینٹوں کو ٹھنڈا پایا۔[۵۱]

✪ حضرت میاں محمد حسن بلوچستانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء) پانچ روز میں ایک لاکھ مرتبہ درود شریف کا ورد فرماتے تھے، اور آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت میاں تاج محمد بلوچستانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء) نے بھی درود شریف کا ورد اور دلائل الخیرات شریف کے ورد کو اپنا معمول بنا رکھا تھا۔[۵۲]

✪ حضرت مولانا محمد حیات خاں رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۸۱ھ) رام پور شہر (صوبہ یوپی۔ بھارت) میں محلّہ نالہ پار کی مسجد شب و روز تنہا رہا کرتے تھے، درود شریف کا ورد کثرت کیا کرتے تھے اور ہر مہینے خواب میں زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوتے تھے۔[۵۳]

✪ عارف باللہ سید امام علی شاہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء) کی خانقاہ مکان شریف (رتڑ چھتڑ، ضلع گورداسپور، بھارت) میں ہر روز نماز عصر کے بعد سوا لاکھ مرتبہ درود شریف خضری ''صلی

اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وسلم ''کا ختم ہوتا تھا۔[۵۴]

امام الاطباء حکیم سید ببر علی موہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں یکتائے عصر سمجھے جاتے تھے، آپ مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۸۹ھ) کے اساتذہ میں سے تھے، غریب مریضوں پر بے انتہا توجہ فرماتے تھے، آپ کئی پشتوں سے مذہباً شیعہ تھے، لیکن کثرت درود شریف کی وجہ سے دربار نبوت کے فیض نے آپ کو اپنی طرف کھینچا، آپ ایک عجیب ذوق وشوق کی حالت میں کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے، آخر ایک دن یہ مبارک شغل رنگ لایا اور سویا ہوا نصیب جاگ اُٹھا، خواب میں حضور سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مرصع تخت پر جلوہ افروز ہیں اور چاروں خلفاء راشدین ہم نشینی سے بہرہ اندوز ہیں، صبح کو بیدار ہوئے تو فوراً عقائد باطلہ سے تائب ہوئے اور مذہب حق اہل سنت قبول کیا، اکبر آباد (بھارت) میں وصال ہوا۔[۵۵]

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء) روزانہ عشاء کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے۔[۵۶]



ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نور مصطفےٰ قریشی نے عرض کیا کہ حضور جو وظیفہ دونوں جہانوں کے لئے فائدہ مند ہو ارشاد فرمائیں، خواجہ شمس العارفین نے فرمایا اگر تم دونوں جہانوں کی فلاح چاہتے ہو تو درود شریف پڑھا کرو کیونکہ اسی میں سعادت دارین ہے۔[۵۷]

مولانا فیض الحسن سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) ہر جمعہ کی رات بیدار رہ کر دُرود شریف پڑھتے تھے، لاہور میں جب آپ اورینٹل کالج میں عربی کے پروفیسر تھے تو ہر جمعہ کو داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۵ھ) کی درگاہ میں بیٹھ کر دس ہزار مرتبہ درود شریف کا ورد کرتے تھے۔[۵۸]

حضرت حافظ محمد صدیق قادری رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ بھرچونڈی شریف سندھ (متوفی ۱۳۰۸ھ) جسمانی تکلیف، مرض کا علاج، اور ترقی درجات کے لئے درود شریف قدسی ''صلی اللہ علیٰ محمد و آلہٖ وسلم'' کا کثرت سے ورد فرماتے تھے، دس ہزار سنگریزوں کی دو بڑی بالٹیاں مسجد کے گوشے میں موجود رہتیں، مصیبت زدہ لوگ آتے اور خانقاہ کے فقراء سے درود قدسی پڑھوا کر دم کراتے تا ہنوز یہی طریقہ جاری ہے۔[۵۹]

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱۳ھ) فرمایا کرتے تھے کہ درود شریف بکثرت پڑھو جو کچھ ہم نے پایا درود سے پایا۔[۶۰]

حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱۵ھ) ہر شخص کو درود شریف کی کثرت کے لئے فرمایا کرتے تھے اور درود شریف کی کثرت پر خوش ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس سے روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پڑھنے والے کی (روحانی) پرورش شروع ہو جاتی ہے۔[۶۱]

✿ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) کے پاس علاقہ کے لوگ سخت قحط سالی کی وجہ سے پریشان ہو کر دعا کے لئے حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا تم لوگ اسّی لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھو، دوسرے جمعہ کو ایک شخص آیا اور عرض کی کہ حضرت ہم نے ایک کروڑ مرتبہ درود شریف پڑھا ہے، آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا، اب ہم اپنے اللہ سے لینے والے ہیں، پس دوسرے دن ہی نالہ میں اس قدر پانی آیا کہ سارا علاقہ سیراب ہو گیا۔[۶۲]

✿ حضرت سید وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) دیوہ شریف (ضلع بارہ بنکی، صوبہ یو پی۔ بھارت) ہر کسی کو سوائے درود شریف کی اجازت کے اور کچھ پڑھنے کی اجازت نہ دیتے تھے، ایک مرید کو فرمایا اگر محبت الٰہی کا بہت شوق رکھتے ہو تو یہ درود شریف بکثرت پڑھا کرو:

" اللھم صل علیٰ محمد و آلہٖ بقدر حسنہٖ"[۶۳]

✿ حضرت سیدی ابوالحسن نوری میں قادری مارہروی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء) سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ ضلع ایٹہ (یو پی۔ بھارت) نے آخری عمر میں بسبب ضوف تمام اوراد ترک فرما دیئے تھے، صرف درود شریف کا ورد فرماتے تھے، آپ نے درود شریف کے چند صیغے چھپوا دیئے تھے اور مُریدین کو حکم فرمایا تھا کہ اگر شامت اعمال سے کچھ بھی نہ ہو سکے تو ان کو ضرور پڑھ لیا کرو، ارشاد فرماتے تھے کہ درود شریف تمام دعاؤں کی روح ہے اس کے بغیر کوئی عبادت کامل نہیں ہوتی۔[۶۴]

✿ حکیم حیدر علی خاں حیدر رام پوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء) نے تادم مرگ سفر و حضر میں بعد نماز عشاء روزانہ درود شریف کا ورد کیا، اور اس کی وجہ سے انہیں دست غیب بھی حاصل تھا۔[۶۵]

✿ حضرت فخر العارفین سید محمد عبدالحی ابوالعلائی جہانگیری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۳۹ء) مدفون بمقام مرزا کھل، ضلع چٹا گانگ (بنگلہ دیش) فرمایا کرتے تھے کہ درود شریف ہی میں سب کچھ ہے، مریدین کو فرماتے تھے کہ ہر روز بعد نماز عصر پانچ سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کریں:

"اللھم صل علیٰ سیدنا محمد النبی الامی وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک و سلم" [۶۶]

✿ عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) فرمایا کرتے تھے کہ یہ درود شریف:

**صلی اللہ علی النبی الامی و آلہٖ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃً وسلاماً علیک یا رسول اللہ**

بعد نماز جمعہ مجمع کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھا کریں، جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں جمعہ کے دن نماز صبح خواہ ظہر یا عصر کے بعد پڑھیں، جو کہیں اکیلا ہو وہ تنہا پڑھے، یونہی عورتیں اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں، آپ اس کے بہت فائدے بیان فرماتے تھے۔ [۶۷]

✿ حضرت پیر عبدالغفار کشمیری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء) مدفون لاہور کی تصانیف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صلوٰۃ وسلام پر وقف رہیں، درود شریف کے موضوع پر دنیا کے کسی خطے میں بھی کسی تصنیف کا پتہ چلتا تو ہر قیمت پر حاصل کرتے اور اپنی نگرانی میں اسے زیور اشاعت سے مزین کر کے مفت تقسیم کراتے، آپ کی قلمی تالیف ''خزائن البرکات'' جو پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، دنیا کے نوادرات میں سے ایک ہے، نہایت خوش خط، متوسط قلم، خوبصورت ورق، مظبوط جلد آج بھی آپ کی عظمت کی امین بنی ہوئی ہے، کاش کوئی اہل ثروت جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بھی نصیب ہو اس کی اشاعت کا اہتمام کرے تاکہ درود شریف پر یہ نادر انسائیکلو پیڈیا منصہ شہود پر جلوہ گر ہو سکے، اس مہنگائی کے دور میں کم از کم ہر ایک جلد پر ایک لاکھ خرچ آسکتا ہے، کتابت کی قطعاً ضرورت نہیں، پوزیٹو تیار کرائے جاسکتے ہیں، پیر عبدالغفار شاہ کی رحمتہ اللہ علیہ کے تالیف کردہ درود شریف کے اس مجموعہ کو دیکھ کر اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ آپ سچے عاشق رسول تھے، اس مجموعہ میں درود شریف مع اسنادو اجازت جمع کئے گئے ہیں۔

انیس الفقراء حضرت مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹۹ء) آپ کا تعارف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''برصغیر میں صرف اس مقدس ماں نے ہی یہ ایک بیٹا جنا جس نے اپنی پوری زندگی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف کے لئے وقف کر رکھی تھی، آپ خزائن البرکات (محررہ ۱۳۳۸ھ) کے دیباچہ میں فرماتے ہیں!

للناس شغل ولی شغل فی تصور النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیال محمد

''یعنی کسی کا کوئی شغل ہے اور کسی کا کوئی، مگر میرا شغل تو ہر وقت خیال مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے''

درود و سلام ہی آپ کی غذا و دوا تھی، صبح و شام یہی وظیفہ اور یہی معمول تھا، بقول ایک صوفی کے پیر عبدالغفار نے زندگی بھر باتیں کم کیں اور درود و سلام زیادہ پڑھا اور یہ بڑی سعادت ہے۔ (ملخصاً)[۶۸]

✿ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۲ھ) مدفون چھوہر شریف (ہری پور ہزارہ) نے درود شریف کے تیس پارے مرتب کئے، یہ بڑے محبت والے صیغوں کے درود شریف ہیں، ان کا نام ''مجموعہ صلوٰت الرسول'' ہے، اس کتاب کو آپ نے بارہ سال آٹھ مہینے اور بیس دن میں لکھا، اس کا پہلا اڈیشن رنگون (برما) سے شائع ہوا، دوسری بار ۱۹۵۳ء میں تین جلدوں پشاور سے شائع ہوئی۔[۶۹]، اور ابھی حال ہی میں غالباً ۲۰۰۳ء میں تیسرا اڈیشن جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ سے شائع ہوگیا ہے۔

✿ حضرت مولانا حافظ محمد عنایت اللہ خاں رام پوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) ہر روز رات کو ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے۔[۷۰]



✿ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، شرق پور، ضلع شیخو پورہ، پنجاب پاکستان (متوفی ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) ہر روز بعد نماز تہجد تین ہزار مرتبہ درود شریف خضری ''**صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ سیدنا محمد وآلہٖ و اصحابہٖ وسلم**'' کا ورد فرماتے تھے، آپ کی مسجد میں روزانہ بعد نماز فجر اور نماز عشاء سے پہلے کپڑے کی ایک لمبی سفید چادر بچھا دی جاتی تھی جس پر کھجور کی گٹھلیاں رکھی ہوتی تھیں، آپ دیگر ہمرائیوں کے ساتھ ان پر درود شریف خضری پڑھتے تھے، آستانہ عالیہ شرقپور شریف میں یہ طریقہ آج بھی اُسی ترتیب سے جاری ہے۔[۷۱]

✿ حضرت سید پیر مہر علی شاہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) مدفون گولڑا شریف ضلع راولپنڈی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے تھے۔[۷۲]

✿ مشہور مسلم لیگی لیڈر راجا حسن اختر مرحوم نے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) کے تبحر علمی کے متعلق ایک دفعہ ازراہ عقیدت علامہ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشرق ومغرب کے علوم کا جامع بنایا ہے، علامہ فرمانے لگے ان علوم نے مجھے چنداں نفع نہیں پہنچایا، مجھے نفع تو صرف اس بات نے پہنچایا ہے جو میرے والد ماجد نے بتائی تھی، مجھے جستجو ہوئی کہ اس عظیم راز کو کس طرح معلوم کروں جس نے اقبال کو اقبال بنایا، آخر دل کو مظبوط کر کے عرض کیا کہ وہ بات پوچھنے کی جسارت کرسکتا ہوں، علامہ فرمانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ وسلام۔[۷۳]

✿ مشہور صحافی، کالم نگار میاں محمد شفیع (م۔ش) حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے لقب ''حکیم الامت'' کے ضمن میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

۱۹۳۷ء میں گرمیوں کے دن تھے کہ ڈاکٹر عبدالحمید ملک مرحوم (سابق استاد کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور) تشریف لائے، علامہ اقبال نے ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کی خیریت دریافت کی، پھر گفتگو کا دور چلا، دفعتاً ڈاکٹر عبدالحمید ملک نے سلسلہ کلام کا رُخ پھیرتے ہوئے نہایت بے تکلفی سے پوچھا کہ علامہ صاحب آپ حکیم الامت کیسے بنے؟ علامہ اقبال نے بلا توقف فرمایا کہ یہ کوئی مشکل نہیں، آپ چاہیں تو آپ بھی حکیم الامت بن سکتے ہیں، ملک صاحب نے استعجاب سے پوچھا وہ کیسے؟ علامہ اقبال نے فرمایا! میں نے گن کر ایک کروڑ مرتبہ درود شریف پڑھا ہے، آپ بھی اس نسخہ پر عمل کریں تو آپ بھی حکیم الامت بن سکتے ہیں۔[۷۴]

✿ مولانا محمد سعید احمد مجددی، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''دعوت تنظیم اسلام'' گوجرانوالہ (پاکستان) نے معروف ماہر امراض قلب ڈاکٹر رؤف یوسف (لاہور) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں بتایا تھا کہ آلومہار شریف (گوجرانوالہ) کے خواجہ سید محمد امین شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں روزانہ کثرت سے درود شریف خضری پڑھنے کو کہا تھا، لہٰذا میرا معمول ہے کہ روزانہ دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہوں۔[۷۵]



✿ حضرت خواجہ غلام حسن سواگ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء) مدفون کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ (پنجاب، پاکستان) فرمایا کرتے تھے کہ درود شریف ہر درد کا درماں، دفیعہ غم، حل المشکلات کے لئے درود شریف تریاق اکبر ہے، ہر کام میں درود شریف کا کثرت سے پڑھنا مفید ہے۔[۷۶]

✿ قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء) اپنے مریدین کو درود شریف پڑھنے پر بہت زور دیتے تھے، نماز تہجد کے بعد کم از کم ایک سو گیارہ مرتبہ درود شریف ہزارہ پڑھنے کا اکثر حکم فرماتے، ایک مرتبہ فرمایا درود شریف مومنین کے لئے نعمت عظمٰی ہے اور تمام اوراد ووظائف سے افضل و اعلیٰ ہے۔[۷۷]

✿ حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کثرت سے درود شریف کا ورد فرماتے تھے، کثرت درود شریف کی وجہ سے اکثر آپ کو نیند کے عالم میں بھی درود شریف پڑھتے دیکھا گیا۔[۷۸]

✿ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، نگران مرکزی مجلس رضا لاہور، فاضل جلیل مولانا نبی بخش حلوائی رحمتہ

اللہ علیہ، مؤلف تفسیر نبوی پنجابی منظوم (متوفی ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۴ء) کے خاص شاگردوں میں سے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ مولانا حلوائی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ ساری ساری رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف پڑھا کرتے تھے، کھجور کی ہزاروں گٹھلیاں صاف اور معطر کرا کر کورے گھڑوں بھر رکھتے اور اپنے تمام شاگردوں کو حکم دیتے کہ وہ صبح کی نماز کے بعد ایک حلقہ بنائیں اور ہزاروں کی تعداد میں گٹھلیاں شمار کرتے ہوئے درود پاک پڑھیں، آپ کا یہ معمول سالہا سال جاری رہا، بعض اوقات آپ کے شاگرد (درویش) شکایت کرتے کہ روٹی میں کمی آگئی ہے اور کھانا کم ملتا ہے، تو آپ فرماتے کہ تم نے درود پاک پڑھنے میں کوتاہی کی ہوگی، درویش بعض اوقات ایک بار درود پڑھتے اور دس بیس گٹھلیاں گراتے جاتے، آپ دوسری صبح خود حلقہ درود میں بیٹھتے اور درویشوں کے معمول پر کڑی نگرانی کرتے، پھر دوپہر کا کھانا اپنے سامنے کھلاتے اور فرماتے اگر آج کھانا کم ہوا تو مجھے گلہ کرنا، فاروقی صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے کئی بار اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کھانا آیا، بیس درویش پیٹ بھر چکے، لیکن پھر بھی دس روٹیاں بچ جاتیں جو حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے مزار بیرون دہلی دروازہ (لاہور) پر بیٹھے ہوئے مساکین میں تقسیم کی جایا کرتی تھیں۔[۷۹]



حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء) کا روزانہ معمول تھا کہ آپ نماز تہجد کے بعد تین سو بار درود شریف ہزارہ پڑھتے تھے۔[۸۰]

حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۲ء) مدفون کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ (پنجاب پاکستان) کا روزانہ معمول تھا کہ بعد نماز تہجد تین ہزار مرتبہ درود شریف خضری پڑھتے پھر بعد نماز فجر اور بعد نماز عشاء کھجور کی گٹھلیوں کے شماروں پر کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے۔[۸۱]

حضرت مولانا حمید الدین ہزاروی چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۵۳ء) درود شریف ''مستغاث'' کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔[۸۲]

ڈاکٹر محمد افسر الحق دہلوی ایم ایس سی (علیگ) ایسوس آئی اے آر ٹی، پی ایچ ڈی (نئی دھلی) ایف ای ایس آئی، سابق اسسٹنٹ سسٹیمیٹک انٹامالوجسٹ، ڈویژن آف انٹامالوجی انڈین ایگری کلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نئی دھلی، حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، وہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء میں جب میں دہلی میں قیام پذیر تھا ایک دن رات کو اچانک مجھے دل کی تکلیف ہوئی، میرا دل ڈوبنے لگا، گھبراہٹ اور بے چینی برداشت سے باہر ہوئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری موت واقع ہو رہی ہے، یہ عالم سکرات ہے اور میں چند لمحوں سے

زیادہ نہ جیوں گا، عین اس وقت پریشانی، بے کسی، بے چارگی کے نقطہ عروج پر میری نگاہ ایک دم اوپر اُٹھی، کیا دیکھتا ہوں کہ دو انسان میرے سامنے ہوا میں معلق ایستادہ ہیں، ایک پُر عظمت انسان کو میں فوراً پہچان گیا وہ حضرت امیر ملت پیر سید جماعت شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ میرے روحانی پیشوا تھے جو میری سیدھی جانب تھے وہ مسکرا رہے تھے، اُن کی مسکراہٹ میں انتہا درجہ کی تشفی و تسکین تھی، اُن کے بدن اطہر پر وہی لباس تھا جو وہ معمولاً پہنا کرتے تھے، سفید بڑا عمامہ، لمبا ڈھیلا گھٹنوں کے نیچے تک سفید کُرتا، پنجابی شلوار، ایک سفید شال کندھوں پر لپٹی ہوئی تھی، دوسری پُر انوار شخصیت ان کی داہنی طرف تھوڑے فاصلہ پر قیام پذیر تھی یعنی میری بائیں جانب، وہ مقدس ہستی جسم پر ایک سیاہ عبا پہنے ہوئی تھی جو شانوں سے قدموں تک تھا، اُن کا پاکیزگی میں دُھلا ہوا چہرہ انور ایک سیاہ نقاب میں ڈھکا ہوا تھا، اُن کا قد متوسط تھا اُن کا جسم بھرا ہوا تھا، اُن کا چہرہ اگرچہ نقاب میں چھپا ہوا تھا کہ روشنی کی شعاعیں نقاب کے باہر صاف صاف آرہی تھیں اور اطراف کے اندھیرے ماحول کو جگمگا رہی تھیں، وہ ایک انتہائی پُر وقار اور پُر عظمت ہستی تھی جو میری نگاہوں کے سامنے سے گزری۔



کئی مہینے گزر گئے ایک دن ایک انوکھے طریقہ سے میری رہنمائی ہوئی میں آنکھیں بند کئے رات کو بیٹھا ہوا آہستہ آہستہ درود پڑھ رہا تھا کہ معاً میرے سامنے وہی پُر عظمت شخصیت آگئی جو اس خطرناک اور مہیب رات کو میرے پیرو مرشد کے دائیں جانب تھوڑے فاصلہ پر قدم رنجہ تھی، میں نے غور سے دیکھا بالکل وہی تھی، وہی کالی عبا شانوں سے قدموں تک، وہی چہرہ مبارک، وہی نقاب اور وہی متوسط بھرا ہوا جسم، میرا درود پڑھنا تھوڑی دیر کے لئے موقوف ہوگیا اور میرے دل میں آپ کے پروقار انداز اور آپ کی تیز مگر متین نگاہوں کو دیکھتے ہوئے جو مجھ پر مرکوز تھیں، بے پناہ عقیدت و محبت کا ایک سمندر موجزن ہوگیا، میں سوچنے لگا یا اللہ یہ کون صاحب ہیں جن کی پاک توجہ میرے وجود کا تزکیہ کر رہی ہے اور یہ اپنی اصلیت، پتہ و نشان سے مجھے کیوں مطلع نہیں فرماتے؟ تھوڑی دیر سکون رہا اور میں نے پھر درود شریف پڑھنا شروع کر دیا، جیسے ہی درود کا ورد شروع کیا اسی لحہ ان کے نقاب میں ہلکی سی جنبش ہوئی اور چہرہ مبارک کے خط و خال بہت مبہم مبہم میرے سامنے جھلکے اور مجھے اندازہ ہوا کہ آپ مسکرا رہے ہیں، ایک دم مجھے خیال آیا کہ کہیں آپ ہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوں، جیسے ہی خیال آیا میں دیوانہ وار اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے قدموں پر نچھاور کرنے کے لئے اٹھنا چاہا مگر میری آنکھیں کھل گئیں اور محویت ختم ہوگئی، مین نے سوچا کہ کیوں نہ مین درود ہزارہ کے علاوہ اور درودوں کا ورد شروع کر دوں جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت کا موجب ہو، چنانچہ میں

اپر دو بازار جامع مسجد دھلی گیا اور درود شریف کے متعلق کتابوں کی تلاش کی، مجھے بہت سے چھوٹے چھوٹے کتابچے مل گئے جن میں طرح طرح کے درود لکھے ہوئے تھے، میں نے وہی پڑھنے شروع کر دیئے، ہر جگہ ہر وقت درود شریف پڑھنے لگا اور سوچتا تھا کہ درود شریف پر کوئی ایسی مبسوط کتاب مل جائے جس کا ورد میں باقاعدہ کروں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ یاد کرنے کا یہی طریقہ سب سے بہتر ہوسکتا ہے، اور آپ کی خوشی کا باعث بن سکتا ہے، اس مقصد کو پانے کے لئے دہلی کا کونہ کونہ چھان مارا مگر سب سے بے سود ہوا۔

ایک دن میں اپنے برساتی فلیٹ میں مغرب کے بعد بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا کہ یکا یک میرے سامنے ایک ہاتھ دکھائی دیا، میں فوراً ساکت ہوگیا، یہ سیدھے ہاتھ کا سایہ تھا، مجھے فوراً یقین ہوگیا کہ حضرت رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری پشت پر کسی اونچی جگہ رونق افروز ہیں اور اپنا دست مبارک میرے اوپر اٹھائے ہوئے ہیں، اس عظیم الشان حقیقت کو بھانپ کر مبہوت ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا جس کو میں فوراً سمجھ گیا کہ کہیں جانے کا حکم ہو رہا ہے، پس میں اُٹھ کھڑا ہوا اور چلنا شروع کر دیا جدھر جدھر آپ کا اشارہ ہوتا گیا میں چلتا گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک ایسی جگہ آیا جہاں ایک نورانی شکل کے بزرگ سفید داڑھی، ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنے ہوئے مشفق انداز میں تشریف رکھتے تھے، میں نے ان کو سلام کیا، وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کا جواب دیا، ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جو فوراً انہوں نے مجھے دے دی، اس کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور اس کا نام و پتہ نوٹ کر لیا، پھر تھوڑی دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست کا اشارہ ہوا اور میں اٹھ کھڑا ہوا، ان بزرگ کو سلام کیا، ان سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا، واپس ہوا اور اپنے مقام پر آگیا، جب پرچہ کو غور سے پڑھا تو لکھا تھا "اوائل الخیرات ڈاکٹر محمد عبدالمعید خاں دائرۃ المعارف حیدرآباد" آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیچھے سے اشارہ فرمایا کہ یہ تیرے لئے ہے، تو اسے پڑھ اور اس پر عمل کر، میں انتہائی خائف اور معطل ہو چکا تھا، میں ادب کے ساتھ آنکھیں بند کیں اور اثبات میں سر جھکا لیا۔

اس واقعہ کے فوری بعد میں نے ڈاکٹر عبدالمعید خاں صاحب کو خط لکھا کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ ناچیز ادنیٰ و اسفل و گنہگار کو اطلاع دی ہے کہ آپ نے کوئی کتاب اوائل الخیرات کے نام سے چھاپی ہے، مجھے حکم ہوا ہے کہ اس کتاب کو پڑھوں اور اس پر عمل کروں، اور ان سے مندرجہ بالا کتاب طلب کی، ان کا جواب میرے پاس آیا جس میں انہوں نے بڑی حیرت کا اظہار کیا اور لکھا کہ کتاب ابھی مکمل طور پر چھپ کر تیار بھی نہیں ہوئی ہے اور اس کی تقسیم بھی شروع نہیں ہوئی۔

کچھ دنوں بعد دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ ڈاکیہ ایک پارسل لے کر آیا جو کتابوں کا تھا، وصول کر کے کھولا تو خوشی کی انتہا نہ رہی، کیونکہ اس کتاب ''اوائل الخیرات'' مؤلفہ حضرت سید محمد عبد الغفور النامی رحمۃ اللہ علیہ کے نسخے تھے۔

ڈاکٹر افسر الحق دہلوی کے خط سے متعلق پروفیسر عبدالمعید خاں لکھتے ہیں!

ڈاکٹر افسر الحق کے خط کا ''اوائل الخیرات'' سے حیرتناک تعلق ہے، جس کے سمجھنے سے میری عقل ابھی تک قاصر ہے، شاید صاحب دل و صاحب نظر اس گتھی کو سلجھا سکیں اور اس مسئلہ پر کچھ روشنی ڈال سکیں، واقعہ یہ ہے کہ اس خط کے آنے سے پہلے نہ میں افسر الحق صاحب کو جانتا تھا نہ وہ مجھے پہچانتے تھے، خود خط کی عبارت بتاتی ہے کہ انہیں اس خط کے مجھ تک پہنچنے کا بھی یقین نہیں تھا، حیرتناک امر یہ ہے کہ ڈاکٹر افسر الحق صاحب کو میرا نام اور میرا پتہ کس طرح معلوم ہوا اور اس سے بڑھ کر تعجب انگیز بات یہ ہے کہ اوائل الخیرات جس کو چھاپنے کا میں نے اپنی والدہ محترمہ اور عزیز نوجوان بھتیجے کی وفات کے بعد ارادہ کیا اور ان دونوں کے ایصال ثواب کے لئے چاہا کہ چہلم تک وہ چھپ جائے تاکہ چہلم میں آنے والوں کو تقسیم کی جاسکے جلدی میں اس کتاب کی طباعت تو ہو چکی تھی، لیکن اس کی سلوائی اور جلد بندی ابھی مکمل نہ ہو سکی تھی، جس قدر اس کتاب کے نسخے تیار ہو سکے اس کے تقریباً سوا سو نسخے چہلم میں احباب و اقارب میں تقسیم ہو گئے، اور چہلم کے دوسرے روز میں دہلی میں ایک کمیٹی میں شرکت کے لئے چلا گیا، ابھی میں دہلی میں تھا کہ میرے نام دائرۃ المعارف کے پتہ پر میرے غیاب میں ڈاکٹر افسر الحق صاحب کا متذکرہ بالا خط موصول ہوتا ہے، دو چار روز کے بعد میں جب دہلی سے واپس آتا ہوں تو یہ خط دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ آخر اس کتاب کا نام اوائل الخیرات اور اس کے میری نگرانی میں طبع ہونے کا علم اور اس دائرۃ المعارف کے مطبع میں چھپنے کی اطلاع ایک دہلی میں رہنے والے ناواقف کار کو کیونکر ہوئی جو ابھی مطبع سے پوری طرح باہر بھی نہیں نکل سکی تھی۔ والسلام

علی خیر الانام

محمد عبدالمعید خاں

۱۰ر شوال ۱۳۸۷ھ/ ۱۱ر جنوری ۱۹۶۸ء

پروفیسر و صدر شعبہ عربی۔ جامعہ عثمانیہ و ناظم دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن

(ملخصاً)[۸۳]

 علامہ سید محمد عبد الغفور النامی رحمۃ اللہ علیہ (حیدر آباد دکن) اپنی تالیف ''اوائل الخیرات'' کے مقدمہ میں فرماتے ہیں!

میں بچپن سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام پڑھا کرتا تھا، اور خواب میں دیکھنے کا بہت مشتاق تھا، لیکن سالہا سال تک میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی، لہٰذا دیکھنے کا شوق دن رات بڑھتا ہی گیا، یہاں تک کہ میں مختلف اصحاب رضی اللہ عنہم کی درود پر لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا، اور درود کے وہ صیغے جو مجھے زیادہ پسند تھے مدت دراز تک اُن کو پڑھتا رہا، ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیدار سے مشرف فرمایا اور میں نے خواب میں دیکھنے کی سعادت حاصل کی، لیکن مختلف صورتوں میں اور عجیب طریقوں سے دیکھا، حتیٰ کہ ان صورتوں کو جن کو خواب میں دیکھا تھا ان کی تعبیر سے عاجز آگیا، حالانکہ میں دکن میں فن تعبیر میں کافی مشہور تھا، اس کے بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب و بیداری اور مراقبہ میں دیکھنے لگا، لیکن میں اس کی تاویل نہ کرسکا، جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا تو پھر مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ میرا وہم وخیال ہے، کیونکہ میں ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کا تصور کیا کرتا تھا، ہر گھڑی اور ہر حالت میں، خواہ باطہارت ہوں یا بے طہارت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور حاضر رہتا تھا انتہا یہ کہ مجھے اس تصور میں ایک لذت آنے لگی اور یہ ایسی لذت تھی کہ دنیا کی کوئی دوسری لذت اس کے مقابل نہ آسکتی تھی، پھر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف تکلم سے بھی سرفراز فرمایا، لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مخاطبت خواب میں ہوتی تھی یا بیداری میں، ایسی حالت مجھ پر دس سال تک طاری رہی اور مجھے اس تصور کی تصدیق وتکذیب میں برابر تامل ہوتا رہا، کبھی میں اس کی تصدیق کرتا اور کبھی تکذیب، پھر اللہ تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی۔



میں اس تذبذب کی حالت میں تھا کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جب کہ آپ کے ساتھ ایک بزرگ بارونق وپر عظمت سیدہ بھی تھیں، میں اپنی نظریں نیچے کئے ہوئے تھا، اس گمان سے کہ شاید پرعظمت محترمہ ازواج مطہرات میں سے ہیں، اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف بڑی محبت سے دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری ماں عائشہ کو سلام کرو، میں نے بڑی خوشی سے اپنے سر کو آپ کے قدموں پر رکھا اور خواب سے بیدار ہوگیا، اللہ کی حمد وثناء کی اس فضل ونعمت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت پر مجھے خوب رونا آگیا اور پشیمان ہوا کہ ناحق میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کی کثرت کو کم کردیا حالانکہ اس سے قبل شب وروز بہ کثرت درود پڑھا کرتا تھا، اس واقعہ کے بعد سے میں نے پھر درود کی کثرت حسب سابق ہر فرض نماز کے بعد شروع کردی اور پہلے سے بھی زیادہ پڑھنے لگا، پھر ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور بعض اہل بیت بھی ساتھ ہیں، مجھے ایسا معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

میرے گھر میں تشریف فرما ہیں اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ سے مخاطب ہوکر میرے متعلق یہ فرمارہے ہیں کہ!

''میں اس بچے کے درود کے صیغے بہت پسند کرتا ہوں'' حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ نے اس صیغے کی نسبت مجھ سے دریافت فرمایا، میں نے عرض کیا کہ وہ یہ ہے:

بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ صَلَّی اللہُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْاُمِّیُّ

حضرت شیخ جیلانی رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ میں بھی تمہاری طرح پڑھتا ہوں کہہ کر خود نے بھی بار بار پڑھا اور وجد کرنے لگے، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم پڑھو، میں نے بھی اس درود کو پڑھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر پڑھو، میں نے پھر پڑھا، پھر ارشاد مبارک ہوا دوبارہ پڑھو پھر میں نے اس کو کئی مرتبہ حالت سرور میں پڑھا، اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے بازو کو پکڑ کر اپنے قریب کھینچا اور بڑے لطف و کرم کے ساتھ مجھے ایسا ملاحظہ فرمایا جیسا کوئی اپنے بچے کو دیکھا کرتا ہے، پھر مجھ سے دریافت فرمایا تم نے اس درود کے الفاظ کہاں سے حاصل کیے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے ان الفاظ کو صحابہ کی روایت کی ہوئی حدیثوں میں پایا ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی میرے لئے اور ان سب کے لئے جو اس درود کو پڑھیں اور ان سب کی شفاعت کا بھی وعدہ فرمایا، اور فرمایا کہ یہ درود اللہ کے پاس مقبول ہوگا، میں فرط مسرت سے رونے لگا اور آپ کے پائے مبارک کو بوسے دینے لگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ردائے مبارک سے میرے آنسو پونچھے اور فرمایا بچے کیوں روتا ہے، پھر شیخ جیلانی رضی اللہ عنہٗ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا میرے بچے اے عبدالقادر! اس لڑکے کو میں اپنی راست نگرانی میں تربیت دوں گا، حضرت شیخ جیلانی نے فرمایا مرحبا یارسول اللہ، حضرت جیلانی رضی اللہ عنہٗ طریقہ بیعت میں میرے مرشد ہیں کیونکہ میں نے طریقہ قادریہ میں حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہٗ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے بچے میں تجھے اپنے خاص طریقے پر چلاؤں گا، میں نے عرض کیا میری جان آپ پر قربان یارسول اللہ، آپ نے فرمایا! ''مجھ پر درود وسلام کی ایک کتاب تم لکھو، اور اس کا نام ''اوائل الخیرات'' رکھو جو سات حزب پر مشتمل ہو جیسے کہ جزولی نے دلائل الخیرات لکھی ہے''، میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں تو اس کار عظیم کا اہل نہیں ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکھو اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہاری یہ کتاب اللہ کے اور میرے نزدیک مقبول ہوگی، میں نے عرض کیا مرحبا یارسول اللہ! اور اس کتاب کو بہ تعمیل حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھا اس کتاب کو قرآنی آیت '' لقد جاء

کم رسول الخ'' سے ابتداء کرنے کی سعادت حاصل کی، پہلا دوسرا تیسرا اسی طرح سات حزب لکھے اوران میں سے بعض کوخواب میں بعض کومراقبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پڑھا، پھرخواب ومراقبہ سے بیدار ہوکر اللہ اوراس کے رسول کا شکرادا کیا کہ مجھ پر یہ فضل وکرم فرمایا گیا۔[۸۴]

✿ بانیان پاکستان میں سردار عبدالرب نشتر مرحوم ومغفور (متوفی ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء) ایک درویش صفت اور عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرشار انسان تھے (آپ کرت سے درودشریف پڑھا کرتے تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات سے آپ کوکس قدر محبت تھی اس کا اندازہ آپ کی لکھی ہوئی نعت کے ان اشعار سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، فرماتے ہیں!

شب و روز مشغول صل علیٰ ہوں

میں وہ چاکر خاتم الانبیاء ہوں

نگاہ کرم سے نہ محروم رکھیو

تمہارا ہوں میں گر بھلا یا بُرا ہوں

[۸۵]



✿ حضرت میاں برکت علی قادری نوشاہی برقندازی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۵۸ء) مدفون چیچہ وطنی ضلع ساہیوال نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ میں نے اپنی زندگی میں جس قدر درودشریف پڑھا ہے، میں اُمید کرتا ہوں کہ قبر میں میرے جسم کومٹی وغیرہ کوئی چیز نہیں کھائے گی۔[۸۶]

✿ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) مدفون فیصل آباد شہر، درس حدیث کے اول آخراوردرمیان میں قصیدہ بردہ شریف جھوم جھوم کر پڑھتے تھے قصیدہ کا پہلا شعرتو بہت کثرت سے پڑھتے تھے ۔

مــولای یـــا صــل وســلــم دائــمــاً

عــلــی حبیبک خیر الـخـلـق کـلـهـم

(ملخصاً بتغیر قلیل)[۸۷]

✿ مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء) درود شریف کا کثرت سے وِرد فرماتے تھے، (درود شریف کی برکت سے) اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان میں

خاص اثر ودیعت فرمایا تھا۔[۸۸]

زیادہ وقت درود شریف پڑھنا ہی آپ کا خاص وظیفہ اور عمل تھا، روحانی اور جسمانی مریضوں کا علاج آپ درود شریف ہی کے ذریعے کرتے تھے، اپنے مریدوں اور شاگردوں کو درود شریف پڑھنے کی تلقین کرتے، کوئی شخص کوئی وظیفہ یا عمل پوچھتا تو اسے درود پاک ہی بتاتے، درود پاک ہی کی برکت سے آپ حاسدین اور دشمنوں کی عداوت وحسد کے باوجود ہر مقام پر کامیاب وکامران رہے، آپ کا محبوب درود پاک یہ تھا ''**اللہ رب محمد صلی علیہ وسلماً**'' آپ ہر موقع پر یہی درود پاک پڑھتے تھے، ایک بار آپ سے سوال کیا گیا کہ ''درود اسم اعظم'' کیا ہے؟۔آپ نے فرمایا کہ میں نے درود کے یہ صیغے ''**اللہ رب محمد صلی علیہ وسلماً**'' اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی بعض تصانیف اور دلائل الخیرات سے اخذ کئے ہیں اور سفر حج سے پہلے ہمیشہ اس کو پڑھتا تھا، ۱۳۷۲ھ/ ۱۹۵۲ء میں جب حج کی سعادت نصیب ہوئی تو حالت طواف میں دیگر دعاؤں کے ساتھ اکثر اس کو پڑھتا رہا، مقام ابراہیم علیہ السلام پر آکر دوگانہ ادا کرلیا تو دل میں خیال ابھرا کہ کاش اس مبارک مقام پر سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوجاتی، اسی خیال کے ساتھ دیکھا کہ ایک سفید پوش بزرگ میرے قریب سے گزرے ہیں، جنہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور بآواز بلند فرمایا ''**نحن عباد محمد صلی علیہ وسلماً**'' وہ بزرگ بغیر توقف کے چلتے رہے، جب پانچ سات گز کے فاصلے پر چلے گئے تو میں نے ان کے فرمائے ہوئے کلمات پر غور کیا اور اسے اپنے ورد زباں درود مقدس کے ہم وزن پایا، میرے دل نے گواہی دی کہ یہی حضرت خضر علیہ السلام ہیں، میں نے بعجلت انہیں دیکھا مگر وہ نظر نہیں آئے، اس کے بعد میرا معمول ہوگیا کہ جب بھی ''**اللہ رب محمد صلی علیہ و سلماً**'' پڑھتا ہوں تو اس کے ساتھ ''**نحن عباد محمد صلی علیہ و سلماً**'' بھی پڑھتا ہوں، یہ بہت ہی بابرکت درود ہے۔[۸۹]

**اللہ رب محمد صلی علیہ و سلماً**

**نحن عباد محمد صلی علیہ و سلماً**

ترجمہ۔اللہ پروردگار ہے حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درود بھیجے ان پر اور سلام

ہم غلام ہیں حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درود بھیجے اللہ تعالیٰ ان پر اور سلام

✿ عالم کبیر، ولی کامل شیخ محمد عارف عثمان نقشبندی حنفی دمشقی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۵ء) نے دمشق (شام) میں دُرود شریف پڑھنے کی محافل کا آغاز کیا، ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ ابدال شام میں سے

تھے، آپ عاشق رسول امام یوسف بن اسماعیل نبہانی فلسطینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۳۲ء) کے اہم شاگرد تھے، شیخ محمد عارف عثمان دمشقی عشق رسول اللہ صلی علیہ وسلم میں مستغرق رہتے تھے، آپ نے تقریباً تیس حج کئے اور اس دوران زیادہ وقت مدینہ منورہ میں مقیم رہتے اور روضہ اقدس کے قریب بیٹھ کر عبادت میں مصروف رہتے، آپ کو بار ہا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کی مناسبت سے ہر پیر کو محفل درود شریف کا اہتمام کرتے، اس محفل کا آغاز آپ نے اس طرح کیا کہ دمشق میں موجود آپ کے احباب علماء ومشائخ میں سے کسی ایک بزرگ کے گھر یہ محفل پیر کے دن منعقد ہوتی، بعد میں یہ محفل مسجد میں ہونے لگی اور دمشق کی مساجد میں سے کسی ایک مسجد میں پیر کو بعد نماز فجر آپ کی سرپرستی میں منعقد ہوتی، جس میں دمشق کے اکابر علماء ومشائخ شیخ محمد ھاشمی مالکی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۱ء)، شیخ یحییٰ الصباغ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۱ء)، شک محمد سعید برہانی نقشبندی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۷ء)، شیخ عبدالوھاب صلاحی رشیدی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶۲ء) اور ان کے احباب شاگرد و مریدین شرکت کرتے، کچھ عرصہ بعد دمشق کی اہم مساجد میں یہ محفل درود شریف بیک وقت مکتلف علماء ومشائخ کی سرپرستی میں منعقد ہونے لگی، پھر شیخ محمد عارف عثمان علیہ الرحمہ کی سعی یہ مبارک سلسلہ دمشق سے باہر دوسرے شہروں تک پھیل گیا، بالخصوص شہر حمص اور حماۃ میں ان محافل کا وسیع اہتمام ہونے لگا، شہر حماۃ میں محفل درود شریف شیخ محمد علی مراد شامی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰ رمئی ۲۰۰۰ء) خلیفہ مجاز شیخ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۱ء) کی سرپرستی میں منعقد ہونے لگی پھر عمر بھر آپ جہاں مقیم رہے وہاں بھی اس محفل کو جاری رکھا، اس محفل میں درود شیف پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے حاضرین میں تسبیح تقسیم کی جاتی ہیں جس پر انہیں درود شریف **اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد و آلہٖ وسلم** پڑھنے کو کہا جاتا ہے، اس طرح اجتماعی طور پر ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا جاتا ہے۔[۹۰]

✿ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری کرماں والے نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء) اپنے ہر مرید کو بعد نماز تہجد پانچ سو مرتبہ درود شریف خضری روزانہ پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ ''درود شریف ہی اسم اعظم ہے''۔[۹۱]

✿ حضرت مولانا سلطان اعظم قادری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء) مدفون موضع موسیٰ والا، مضافات پپلاں ضلع میانوالی، درود شریف کبریت احمر ہمیشہ بکثرت پڑھتے تھے، آپ فرماتے تھے کہ اس درود شریف کی برکت سے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار اقدس تک رسائی ہوئی۔[۹۲]

✿ حضرت حافظ سید مغفور القادری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) فرماتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ پایا درود شریف ہی کی طفیل پایا، نیز آپ نے فرمایا کہ ہمارے خاندان میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ سے سینہ بہ سینہ یہ روایت چلی آرہی ہے کہ درود شریف '' صلی اللہ علی النبی الامی وعلی آلہٖ وصحبہٖ و بارک وسلم '' انتہائی مقبول ہے۔[۹۳]

✿ عارف کامل مولانا سید امیر علوی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) کے متعلق حکیم اہل سنت مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۹۹۹ء) راوی ہیں کہ غالبًا جنوری ۱۹۶۲ء میں خبر ملی کہ حضرت مولانا بعارضہ فالج بیمار ہیں، نومبر ۱۹۶۲ء میں اچانک میرے پاس مطب پر تشریف لے آئے، غور سے دیکھنے کے باوجود جسم کے کسی حصہ پر فالج کا اثر نظر نہ آیا، البتہ زبانی گفتگو کی بجائے اشاروں سے بات چیت کررہے تھے، کاغذ اور قلم پیش لیکن گرفت بالکل صحیح ہونے کے باوجود ایک لفظ بھی نہ لکھ سکے، میں نے پوچھا کہ حضرت کسی وقت کوئی لفظ زبان ادا ہوتا بھی ہے یا نہیں؟ تو آپ نے بغیر کسی لکنت کے صاف طور پر پڑھا '' الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ '' گویا اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو اپنے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے لئے مختص فرمادیا تھا، ورنہ اگر مرض ہوتا تو دنیاوی باتوں کی طرح درود شریف کی ادائیگی پر بھی قدرت نہ ہوتی اور یہ حالت آخری دم تک رہی، آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کی مجلس میں بیٹھ کر خدا یاد آتا تھا اور سکون قلب نصیب ہوتا تھا۔[۹۴]



✿ حضرت میاں رحمت علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء) خلیفہ مجاز حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، مدفون گھنگ شریف ضلع قصور، درود شریف کی کثرت پر بڑا زور دیتے تھیاور مریدین کو بھی درود وسلام پڑھنے کی تلقین کرتے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ دوستو یہاں ہر وقت درود شریف پڑھا جاتا ہے، خاص طور پر نماز فجر کے بعد کپڑے کی چادر بچھادی جاتی اور اس پر درود شریف پڑھنے کے لئے شماروں کے ڈھیر لگا دیئے جاتے۔[۹۵]

✿ شیخ التفسیر مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء) مدفون گجرات (پنجاب) کا محبوب ترین وظیفہ درود پاک تھا، وہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر حالت میں درود شریف پڑھتے رہتے تھے یہاں تک کہ جب کوئی مخاطب بات کرنے لگتا تو اور آپ کو اس بات سننے کے لئے خموشی کا وقفہ ملتا تو اس وقفہ میں بھی درود شریف جاری رہتا، فی الواقعہ اس وظیفہ سے انہیں عشق تھا۔[۹۶]

✿ ڈاکٹر حاجی نواب الدین امرتسری، سابق وٹرنری سرجن رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء) مدفون لاہور، طالب علمی کے زمانہ میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے تھے، حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو درود شریف خضری صلی اعلیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی، آپ روزانہ تین ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے اور اس کی برکت سے ہر شب زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف ہوتے تھے۔[۹۷]

✿ فرید العصر حضرت میاں علی محمد خاں چشتی نظامی بسی شریف (ضلع ہوشیار پور، مشرقی پنجاب، بھارت) والے رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) مدفون پاکپتن شریف، مجموعہ درود شریف دلائل الخیرات کی تلاوت کا بہت شغف رکھتے تھے، چاشت تک وظائف پورے کر کے بقایا سارا دن دلائل الخیرات شریف کا ورد فرماتے تھے، دلائل الخیرات شریف کی کثرت تلاوت کا یہ حال تھا کہ یومیہ منزل پڑھنے کے علاوہ مکمل دلائل الخیرات شریف روزانہ ختم فرماتے۔[۹۸]



✿ عارف باللہ حضرت شیخ عبدالمقصود محمد سالم مصری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء) مؤسس جماعت تلاوۃ القرآن الکریم، قاہرہ (مصر) اپنی مبارک تصنیف **''انوار الحق فی الصلوٰۃ علی سید الخلق''** میں فرماتے ہیں!

میں ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء میں محکمہ پولیس میں سپاہی کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کر رہا تھا، ہر روز رات گیارہ بجے سے صبح سات بجے تک پہرہ دیا کرتا تھا، جب رات کے گہرے اندھیرے چھا جاتے اور سردی بھی خوب بڑھ جاتی تو میں اکیلا پہرہ دیتے ہوئے ایک کونے سے دوسرے کونے تک آنے جانے میں رات کاٹتا، سیکنڈ گھنٹوں میں اور منٹ سالوں میں گزرتے، موسم سرما کی اس اُس سخت طوفانی بارش والی ٹھنڈی اور اندھیری طویل رات کو میں کبھی نہیں بھول سکتا جب میں زندگی کے خواب غفلت سے بیدار ہوا، اس رات میں گہری سوچوں میں ڈوب گیا کہ مجھے اس فانی دنیا میں جو مختصر زندگی کی مہلت ملی ہے، اس میں کیا کروں اور کس طرح میں زندگی گزاروں؟ تو مجھے دور گہرے غیب کے پردے سے ایک روحانی آواز نے پکارا کہ اے حیران انسان قرآن پاک کی طرف آ، تو میرے دل نے اس آواز کو قبول کر لیا اور میں نے ایک نور محسوس کیا جو میرے قلب کو روشن کر رہا تھا، چنانچہ میں نے قرآن پاک کو اپنی تنہائی کا مونس بنا لیا اور اس طرح میں نے راحت محسوس کی، ساتھ ہی میرے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا ذوق بھی پیدا ہوا تو میں نے درود شریف کو بھی اپنا وظیفہ بنا لیا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق و کرم سے روزانہ

ایک ہزار مرتبہ صبح اور اسی قدر شام کو درود شریف پڑھتا تھا، اسی طرح دن گزرتے گئے، کچھ عرصہ کے بعد میرے عہدہ میں ترقی کے ساتھ میرا تبادلہ ہوگیا، اب میرے پس کافی وقت فارغ رہتا تھا تو میں ان دنوں میں روزانہ پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ لیتا تھا، پندرہ دن کے بعد دو دن کی چھٹی ملتی تھی تو ان دو دنوں میں چودہ ہزار مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھ لیتا تھا۔

آپ جاننا چاہیں گے کہ میں اتنی زیادہ تعداد میں درود شریف پڑھ لیتا تھا تو وہ کون سا درود شریف تھا؟ وہ درود شریف یہ تھے ''**اللھم صل علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آلہٖ و صحبہٖ وسلم**'' اور ''**صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم**'' اور ''**محمد صلی اللہ علیہ وسلم**'' ورنہ میں اس مختصر وقت میں اتنی زیادہ تعداد میں درود شریف نہیں پڑھ سکتا تھا۔

اس دوران مجھ پر عجیب طرز اور الفاظ والے درود شریف غالب آتے اور میں انہیں اپنے دوستوں پر پیش کرتا تو وہ اس سے خوش ہوتے، پھر انہیں جمع کر لیتا اور زبانی یاد کر لیتا ان حالات کے پیش نظر میں اکثر خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا، یہاں تک میں ایک رات میں ایک بار سے زیادہ مرتبہ زیارت سے بہرہ ور ہوتا۔[۹۹]



✿ علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء) کو ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بے حد عشق تھا، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے ہی وجد میں آجاتے اور فرماتے درود شریف بکثرت پڑھا کرو، میں نے جو کچھ پایا درود پاک کے ورد سے پایا۔[۱۰۰]

✿ حضرت فقیر سلطان علی نقشبندی عثمانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء) مدفون موضع شاہ والا متصل قائد آباد، تحصیل و ضلع خوشاب (پنجاب، پاکستان) روزانہ بعد نماز فجر پوری جماعت کے ساتھ مل کر کھجور کی گٹھلیوں پر درود شریف کا ورد فرماتے تھے۔[۱۰۱]

✿ حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء) تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان (پاکستان) نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہمارے حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رحمتہ اللہ علیہ درود شریف پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ درود شریف سکھانے میں نیک و بد کا کوئی فرق نہ کریں کیونکہ یہی درود شریف بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچ لاتا ہے، ایک بار مجھے ایک مشکل پیش آئی، استخارہ میں حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے چودہ بار ''**درود تنجینا**'' پڑھنے کا حکم دیا، اب اس روز سے چودہ بار بلاناغہ پڑھتا ہوں

، پھر فرمایا درود شریف " اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم " باوضو ہوکر کثرت سے پڑھا کریں، آپ اپنے مریدین کو ہر نماز کے بعد سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ایک خوش قسمت پٹھان ہے جس کا نام بتانے کی مجھے اجازت نہیں کیونکہ اس پٹھان نے مجھ سے حلف لیا تھا کہ زندگی بھر اس کا نام نہیں بتاؤں گا، اس کے متعلق مدینہ منورہ کے لوگوں نے مجھے بتایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مواجہہ شریف سے اپنا ہاتھ مبارک نکال کر اس سے مصافحہ کیا، دو تین آدمیوں کو دیکھا کہ اس پٹھان کے ہاتھ کو بوسہ دے رہے ہیں، میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے اقرار کیا کہ اس ناچیز پر کرم ہوا ہے اور مجھ سے حلف لیا کہ میرا نام اپنی زندگی میں کسی کو نہ بتانا، ایک مرتبہ یہ پٹھان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پائنتی مبارک کی جانب بیٹھے "درود مستغاث" پڑھ رہے تھے تو سپاہی نے روکا، رات کو سپاہی کے پیٹ میں سخت درد ہوا، کوئی علاج مؤثر نہ ہوا آخر اس پٹھان موصوف کے دم کرنے سے شفا ہوئی، اس دن سے کوئی سپاہی اسے پائنتی مبارک میں درود مستغاث پڑھنے سے نہیں روکتا تھا۔[۱۰۲]



✿ قطب مدینہ حضرت شیخ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علہ (متوفی ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے اور خصوصاً فرماتے کہ یہ درود شریف پڑھا کریں "صلی اللہ علیٰ النبی الامی و آلہٖ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و سلاماً علیک یا رسول اللہ "۔[۱۰۳]

✿ حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) کثرت سے درود شریف کا ورد کرتے تھے اور خادموں کو بھی زیادہ تر درود شریف ہی پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ساری زندگی میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ درود شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ذکر ہے۔[۱۰۴]

آپ کا وظیفہ درود شریف یہ تھا!

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم۔[۱۰۵]

✿ مناظر اسلام مولانا صوفی اللہ دتہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء) محلّہ وسن پورہ لاہور والے اپنے معتقدین کو ہمیشہ درود شریف اور استغفار پڑھنے کا وظیفہ بتایا کرتے تھے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھنے کی فضیلت پر آپ کو اس قدر یقین کامل تھا کہ ایک مرتبہ فرمایا میری بچی شدید بیمار پڑ گئی لیکن رب تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس حال میں بھی دل میں یہ خیال نہ آیا کہ دُرود شریف کے علاوہ بھی کوئی اور دعا پڑھوں

-[۱۰۶]

✿ غزالئ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی محدّث ملتانی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء) ہمیشہ درود شریف پڑھنے کی تلقین فرماتے، مولانا محمد رمضان الباروی، مدرس مدرسہ خیر المعاد، قلعہ کہنہ ملتان نے راقم الحروف کو بتایا کہ ایک مرتبہ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ حج پر گئے ہوئے تھے، جدہ شریف میں آپ کے احباب میں سے ایک ساتھی کو کوئی پریشانی لاحق ہوئی تو آپ نے فرمایا یہ درود شریف کثرت سے پڑھو **اللھم صل وسلم و بارک علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد قد ضاقت حیلتی ادر کنی یا رسول اللہ**، آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ درود حل مشکلات ہے، وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے کثرت سے یہ درود شریف پڑھا تو حیرت انگیز طریقہ سے میری پریشانی دور ہوگئی۔[۱۰۷]

✿ حضرت مولانا اللہ بخش چشتی گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء) مدفون گولڑا شریف (اسلام آباد) نہایت با اخلاق، عبادت گزار اور شب بیدار تھے آپ کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے تھے۔[۱۰۸]



✿ مفتی عزیز احمد قادری بدایونی ثم لاہوری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء) کا معمول تھا کہ ہر جمعہ کی نماز کے بعد مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے نمازیوں کو درج ذیل درود شریف پڑھاتے تھے، "**صلی اللہ علی النبی الامی و آلہٖ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ**"۔[۱۰۹]

✿ رئیس العلماء مولانا غلام محمود ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹۱ء) فرمایا کرتے تھے کہ درود شریف کثرت سے پڑھا کرو، آپ خود بھی اکثر اوقات درود شریف پڑھنے میں مصروف رہتے تھے۔[۱۱۰]

✿ حضرت بابا جی پیر محمد علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء) کرماں والا ضلع اوکاڑہ (پنجاب۔ پاکستان) اپنے ہر مرید کو بعد نماز تہجد پانچ سو مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔[۱۱۱]

✿ حضرت مفتی اشفاق احمد رضوی مدظلہ سابق مہتمم جامع العلوم خانیوال (پنجاب) حال مقیم برطانیہ نے ایک مرتبہ راقم الحروف کو بتایا کہ ۱۹۹۴ء میں حج کے موقع پر مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران میں ایک دن سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر زیارت کے لئے گیا، زیارت و حاضری سے واپسی پر میں جس ٹیکسی پر گیا تھا اُس کی طرف واپس آنے لگا تو دور سے دیکھا کہ ٹیکسی ڈرائیور جو کہ سوڈانی تھا، وہ کوئی کتاب پڑھ رہا ہے، میں جب قریب گیا تو اس نے کتاب بند کر کے ڈیش بورڈ میں رکھ دی، میں نے گاڑی میں بیٹھ کر چلنے کے لئے کہا

اور وہ کتاب دیکھنے کے لئے اُٹھالی، کھول کر دیکھا تو وہ دلائل الخیرات شریف تھی، میں نے بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا اور پوچھا کہ آپ اسے روزانہ پڑھتے ہیں؟ وہ ڈرائیور کہنے لگا کہ الحمد للہ میں روزانہ مکمل دلائل الخیرات شریف پڑھتا ہوں۔[۱۱۲]

✿ الحاج عنایت الٰہی نقشبندی علیہ الرحمہ، کراچی (متوفی ۲۰۰۰ء) نے اپنی وفات سے کچھ برس قبل نیت کی تھی کہ وہ ایک کروڑ مرتبہ درود شریف کا ورد کریں گے، ابھی ۸۳ لاکھ مرتبہ ہی پڑھ پائے تھے کہ اُن کا بلاوا آ گیا، درود شریف کی مشہور کتاب ''اوئل الخیرات'' تصنیف علامہ سید عبدالغفور نامی علیہ الرحمہ (حیدر آباد دکن) بھی انہوں نے طبع کروا کے مفت تقسیم کی تھی۔[۱۱۳]

✿ حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہٗ العالی، امیر دعوت اسلامی، مقیم کراچی لکھتے ہیں کہ میں دعوت اسلامی کے ایک قافلے کے ساتھ سکھر (سندھ) گیا تو وہاں میری برادری کے ایک معمر بزرگ حاجی احمد فتانی نے محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چاشنی سے بھرپور یہ واقعہ سنایا کہ بمقام ''کتیانہ'' (ریاست جونا گڑھ ۔ بھارت) میں ایک سنگ تراش رہا کرتا تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بہت عاشق اور مدینہ منورہ کا دیوانہ تھا، درود وسلام سے بڑی محبت رکھتا تھا، درود شریف کا مشہور مجموعہ ''دلائل الخیرات'' شریف اس کو زبانی یاد تھا، اس کا معمول تھا کہ جب کوئی پتھر تراشتا تو اس دوران دلائل الخیرات شریف پڑھتا رہتا، ایک بار حج کے پُر بہار موسم میں جب عاشقوں کے قافلے حرمین طیبین کی طرف رواں دواں تھے اس کی قسمت کا ستارہ چمکا، ایک رات جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی شریف میں حاضر ہے اور والیءِ بیکساں، مدینے کے سلطان، نبی آخر الزماں، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم بھی جلوہ فرما ہیں، سبز سبز گنبد کے انوار سے فضا منور ہو رہی ہے اور نورانی مینار بھی نور برسا رہے ہیں مگر مینار شریف کا ایک کنگرہ شکستہ تھا، اتنے میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لب ہائے مبارک کو جنبش ہوئی گویا پھول جھڑنے لگے فرمایا! میرے دیوانے وہ دیکھو ہمارے مینارہ کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا ہے، تم ہمارے مدینہ میں آؤ اور اس کنگرے کو پھر سے بنادو، جب آنکھ کھلی تو تنہائی تھی اور کانوں میں والئی مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک کلمات گونج رہے تھے، مدینہ کا بلاوا آچکا تھا مگر یہ سوچ کر آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے کہ میں بہت غریب آدمی ہوں، میرے پاس مدینہ منورہ کی حاضری کے وسائل نہیں، ادھر عشق نے کہا وسائل نہیں تو کیا غم ہے تمہیں تو خود سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہے تم وسائل کی فکر کیوں کرتے ہو، چنانچہ دیوانے نے رخت سفر باندھا، اپنے اوزاروں کا تھیلا کندھے پر چڑھایا اور ''پور بندر'' (مہاراشٹر ۔ بھارت) کی بندرگاہ کی طرف چل پڑا، ادھر بندرگاہ پر سفینۂ مدینہ تیار

کھڑا تھا، مسافر تیار ہو چکے تھے، لنگر اٹھا دیئے گئے تھے، لیکن سفینہ مدینہ جنبش کرنے کا نام نہیں لیتا تھا، دیر ہو رہی تھی، اتنے میں جہاز کے عملے میں سے کسی کی نظر دور سے جھومتے ہوئے دیوانے پر پڑی، عملہ کے لوگ سمجھے کہ شاید کوئی زائر مدینہ سوار ہونے سے رہ گیا ہے، جہاز چونکہ گہرے پانی میں کھڑا تھا لہذا جہاز والوں نے ایک کشتی ساحل کی طرف بھیجی، عاشق مدینہ اس کشتی کے ذریعے جہاز میں پہنچ گیا، اس کے سوار ہوتے ہی سفینہ جھومتا ہوا سوئے مدینہ چل پڑا، اس کے پاس ٹکٹ نہیں تھا اور نہ ہی کسی نے اس سے ٹکٹ پوچھا، بالآخر دیوانہ مدینہ منورہ پہنچ گیا، دیوانہ بے تاب ہو کر روضۂ اطہر کی طرف بڑھا، کچھ خدام حرم کی نظر جونہی دیوانے پر پڑی تو بولے ارے یہ تو وہی ہے جس کا حلیہ ہمیں دکھایا گیا ہے، دیوانہ اشکبار آنکھوں سے سنہری جالیوں کے سامنے حاضر ہوا، پھر باہر آ کر خواب میں جو جگہ دکھائی گئی تھی اُس کو بغور دیکھا تو واقعی ایک کنگرہ شکستہ تھا، چنانچہ اپنی کمر میں رسی بندھوا کر خدام کی مدد سے دیوانہ گھٹنوں کے بل اوپر چڑھا اور حسب الارشاد کنگرہ شریف کو تراش کر از سر نو بنا دیا، جب دیوانے نے سبز گنبد کا اتنا قرب پایا تو بے تاب روح نے واپس جانے سے انکار کر دیا، جب دیوانے کا جسم نیچے اُتارا گیا تو دیکھنے والوں کے کلیجے پھٹ گئے کیونکہ دیوانے کی روح تو کب کی سبز سبز گنبد کی رعنائیوں پر نثار ہو چکی تھی۔ (ملخصاً بتغیر قلیل)[۱۱۴]



## مشتاقان دُرود شریف کے لئے چند تحائف

حضرت سیدی شیخ شہاب الدین احمد بن عبدالطیف الشرجی الزبیدی یمنی صاحب مختصر البخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۳ھ) نے اپنی کتاب ''الصلات و العوائد'' میں درود شریف کے درج ذیل صیغے کا ذکر کیا اور کہا کہ الفقیہ الصالح عمر بن سعید بن ابی السعود ہمدانی صاحب ذی عقیب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۶۳ھ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ہر روز تینتیس (۳۳) مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا (مرنے کے بعد) اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور قبر انور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سے حجاب دور فرما دے گا، درود شریف یہ ہے:

اللھم صل و سلم و بارک علیٰ سیدنا محمد صلوٰۃً تکُوْ نُ لَکَ رِ ضَاوً وَّ لِحقہٖ اَدَآ ءً. [۱۱۵]

ترجمہ۔ اے اللہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا درود و سلام اور برکت نازل فرما جو تیری رضا اور اُن کے ادائے حق کا ذریعہ ہو۔

حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۲ھ) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''عوارف المعارف'' میں اس درود شریف کو تفصیل سے درج فرمایا۔[۱۱۶]

مولوی محمد زکریا سہارنپوری، سابق امیر تبلیغی جماعت نے فضائل درود شریف (مشمولہ تبلیغی نصاب) میں اس درود شریف کو طوالت کے ساتھ نقل کیا۔[۱۱۷]

پروفیسر ابوبکر غزنوی (غیر مقلد) سابق وائس چانسلر اسلامی یونیورسٹی بہاولپور نے اپنی کتاب ''قربت کی راہیں'' میں یہی درود شریف ''مسنون درود شریف کی چالیس حدیثیں'' کے عنوان کے تحت حدیث نمبر ۳۷ میں لکھا، اور حدیث کے آخر میں لکھا'' روی حدیثھا ابن ابی عاصم فی بعض تصنیفه مرفوعا''[۱۱۸]

## الصلٰوۃ المخدومیه

**اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد و اصحابہٖ واولادہٖ وازواجہٖ و ذُریاتہٖ و اھل بیتہٖ واھل بیتہٖ واصھارہٖ وانصارہٖ واشیاعہٖ ومحبیہٖ وامتہٖ و علینا معھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔**



حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت بخاری اوچی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۸۵ھ/۱۳۸۳ء) جب بغرض زیارت روضۂ مبارک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو عرض کیا'' السلام علیک یا جدی'' تو جواب میں روضہ مبارک سے آواز آئی'' علیک السلام یا ولدی'' بعد میں آپ مذکورہ درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوگئے تو روضہ مبارک سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بلندواز سے فرمایا! اے میرے بیٹے اگر کوئی شخص سوموار کی رات یہ درود شریف سات مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری فرمائے گا، ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کوئی اس درود شریف کو کثرت سے پڑھے گا وہ مجلس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف ہوگا اور اس پر اولین وآخرین کے علوم کھل جائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔[۱۱۹]

## الصلٰوۃ الحضوری

حضرت خواجہ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص درج ذیل درود شریف ایک کروڑ مرتبہ پڑھ لے تو پڑھنے والے کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میسر ہوگی، یعنی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس بابرکت کا حضوری بن جائے گا، درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ علیٰ مُحَمَّد تَعَیُّنِکَ الْاَقْدَمْ وَالْمَظْھِرِالْاَتَمّ لِاِسْمِکَ الْاَعْظَمْ بِعَدَدِ تَجَلِیَّاتِ ذَاتِکَ وَتَعَلُّقَاتِ صِفَاتِکَ وَآلِہٖ کَذٰلِکَ۔[۱۲۰]

ایک مرتبہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) کے پاس مہار شریف ضلع بہاول نگر (پنجاب) کے صاحبزادہ صاحب تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں یہی مذکورہ خاص دُرود شریف پڑھا اور اس کے بہت فوائد بیان فرمائے، اس کے بعد خواجہ قمرالدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ اکثر یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔[۱۲۱]

## الصلوٰۃ البیر (کنویں والا دُرود)

درود شریف کے مشہور مجموعہ ''دلائل الخیرات شریف'' کے مؤلف الامام شیخ عبداللہ محمد بن سلیمان الحسنی الجزولی السملالی الشاذلی المالکی رحمتہ اللہ علیہ ۸۰۷ھ میں بمقام سوس شہر (لیبیا، افریقہ) میں پیدا ہوئے، آپ حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی اولاد میں سے ہیں اور افریقی کی بربر قوم کے قبیلہ جزولہ کی شاخ سملالہ سے آپ کا تعلق تھا، آپ نے فاس شہر (مراکش) کے مدرسہ الصفارین میں علم حاصل کیا، جہاں آپ کا رہائشی حجرہ آج بھی محفوظ ہے۔[۱۲۲] پھر ساحلی شہر ریف چلے آئے یہاں آپ نے حضرت سیدی شیخ محمد بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ سے باطنی علوم حاصل کر کے خلوت میں چودہ سال ریاضت کی، پھر مخلوق خدا کو نفع پہنچانے کے لئے خلوت سے نکلے اور شہر آسفی میں خلق خدا کی رہنمائی کرنے لگے، تقریباً بارہ ہزار چھ سو پینسٹھ آدمی آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے گناہوں سے تائب ہوئے، آپ سے بڑی بڑی کرامات اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوئے، بڑے عابد و زاہد تھے، آفاق میں آپ ذکر کی مہک پھیلی، پھر آپ شہر آفرغال میں تشریف لے آئے اور رشد و ہدایت کا کام شروع کیا۔[۱۲۳]

آپ ایک مرتبہ آپ اپنے مریدین کے ہمراہ سفر کرتے ہوئے شہر فاس کے ایک گاؤں میں پہنچے تو وہاں ظہر کی نماز کا وقت تنگ ہونے لگا، وضو کے لئے پانی کی تلاش میں ایک کنویں کے پاس پہنچے تو پانی نکالنے کے لئے کوئی ڈول رسی وغیرہ نہ تھی، آپ اسی سوچ میں کھڑے تھے کہ ایک بلند مکان کی کھڑکی سے ایک آٹھ نو سالہ لڑکی شیخ الجزولی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھ رہی تھی، وہ پوچھنے لگی آپ کون ہیں؟ آپ نے بتایا کہ میں محمد بن سلیمان الجزولی ہوں، وہ کہنے لگی کہ آپ تو وہ انسان ہیں جن کی نیکی کی بے حد تعریف کی جاتی ہے اور آپ حیران ہیں کہ کنویں سے پانی کیسے نکالیں، وہ لڑکی نیچے آئی اور اس نے کنویں میں اپنا لعاب گرا دیا جس کی وجہ سے پانی ایک دم کناروں سے جوش مار کر بہنے لگا، آپ نے وضو کیا اور نماز سے فارغ ہو کر اس لڑکی سے پوچھا کہ تجھے یہ عظمت کیسے ملی؟ وہ کہنے لگی! مجھے یہ عظمت اور برکت

اس ذات پاک پر کثرت سے درود شریف پڑھنے کی بدولت ملی ہے کہ جب وہ ذات اقدس صحرا میں تشریف لے جاتے تو ان کے دامن اقدس میں وحشی جانور بھی پناہ لیتے اور ان کے دامن رحمت سے چمٹ جاتے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، حضرت شیخ جزولی رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا تم کون سا درود پڑھتی ہو؟ اُس نے بتا دیا، آپ نے قسم کھائی کہ وہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھنے کے موضوع پر ایک کتاب لکھیں گے، یہ واقعہ کتاب دلائل الخیرات شریف لکھنے کا سبب بنا، آپ نے اس لڑکی کا بتایا ہوا درود شریف بھی اس کتاب کے جز سابع میں شامل کیا، دلائل الخیرات کا پورا نام "**دلائل الخیرات وشوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار علیه الصلوٰۃ والسلام**" ہے۔

آپ کا وصال یکم ربیع الاول ۸۷۰ھ کو سوس شہر (لیبیا، افریقہ) میں نماز فجر کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں ہوا اور اُسی روز ظہر کے وقت مسجد کے قریب دفن ہوئے، آپ کی کوئی اولاد نہ تھی[۱۲۴]، آپ کے خلفاء میں شیخ ابو عبداللہ محمد الصمد سہلی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ احمد عبدالکریم المنذری رحمتہ اللہ علیہ مشہور ہوئے۔[۱۲۵]



وفات کے ستتر سال بعد مراکش کے شاہ نے آپ کے جسد کو سوس سے منتقل کرا کے مراکش کے مشہور قبرستان "ریاض العروس" میں دفن کرایا اور اس پر ایک عالیشان قُبہ بنوایا[۱۲۶]، جب آپ کا جسد مبارک نکالا گیا تو بالکل تازہ تھا، مٹی نے اس پر کوئی تغیر پیدا نہیں کیا تھا، حاضرین نے اُنگلی سے چہرہ مبارک کو دبایا تو خون اپنے مقام سے سرک گیا، جب انگلی ہٹائی تو خون پھر اپنے مقام پر آ گیا، آپ کے مزار مبارک پر انوار عظیمہ کا ظہور ہوتا ہے، ہر وقت زائرین کا ہجوم رہتا ہے جو وہاں قرآن کریم اور دلائل الخیرات شریف پڑھتے رہتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنے کی وجہ سے آپ کی قبر شریف سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔[۱۲۷]

"صلوٰۃ البیر" یہ ہے:

**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ صَلوٰۃً دَائِمَۃً مَّقْبُوْلَۃً تُؤَدِّ بِھَا عَنَّا حَقَّہُ الْعَظِیْمَ.**[۱۲۸]

# الصلوٰۃ المحمودیہ

حضرت سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۴۲۱ھ) مدفون غزنی (افغانستان)، بڑے صالح پرہیز گار بادشاہ تھے، آپ کے درود شریف کو "دس ہزاری درود" بھی کہتے ہیں، اس کا ایک بار پڑھنا دس ہزار بار درود پڑھنے کے برابر شمار کیا جاتا ہے، علامہ شیخ اسماعیل حقی بروسوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۳۷ھ) اپنی تفسیر قرآن "روح البیان" میں

اس درود شریف کے متعلق ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے عرصہ دراز سے یہ تمنا تھی کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت خواب میں ہو تو اپنے دُکھ درد ظاہر کروں اور اپنی زبوں حالی کی داستان سناؤں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ شب میری قسمت کا ستارہ چمکا اور مجھے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار نصیب ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مسرور پا کر میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ایک ہزار درہم کا مقروض ہوں اور اس کی ادائیگی سے عاجز ہوں، ڈرتا ہوں کہ اگر موت آ گئی تو یہ قرض میرے ذمہ رہ جائے گا، یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم محمود بن سبکتگین کے پاس جاؤ اور کہو کہ مجھے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بھیجا ہے، لہذا میرا قرض ادا کر دو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری بات پر وہ کیسے اعتماد کریں گے، اس کے لئے وہ نشانی طلب کریں گے تو میں کیا کروں گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اسے جا کر کہو کہ محمود تم میرے لئے تیس ہزار مرتبہ درود شریف سونے سے پہلے پڑھتے ہو اور تیس ہزار مرتبہ درود شریف بیدار ہو کر پڑھتے ہو۔ 

اس شخص سے یہ پیغام سن کر سلطان محمود پر گریہ طاری ہو گیا اور وہ رونے لگے، اس کا سارا قرض ادا کیا اور ایک ہزار درہم مزید نذرانہ کے طور پر پیش کیے، اہل دربار متعجب ہوئے اور عرض کی کہ عالی جاہ آپ نے اس شخص کی ایسی بات کی تصدیق کر دی جو ناممکن ہے، ہم آپ کی خدمت میں شب و روز حاضر رہتے ہیں ہم نے کبھی اتنی مقدار آپ کو درود شریف نہیں دیکھا، سلطان محمود نے کہا تم سچ کہتے ہو، لیکن میں نے علماء سے سنا تھا کہ جو شخص یہ درود شریف ایک مرتبہ پڑھے گا وہ دس ہزار مرتبہ پڑھنے کے برابر ہوگا، لہذا میں سوتے وقت اس کو تین مرتبہ پڑھ لیتا ہوں اور تین مرتبہ بیدار ہو کر پڑھ لیتا ہوں اور میں یقین رکھتا تھا کہ میں نے ساٹھ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا ہے اور میرے آنسو خوشی کے تھے کہ علماء کا ارشاد صحیح تھا کہ اس کا ثواب اتنا ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بارگاہ میں قبول فرمایا، درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَ تَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَ کَرَّ الْجَدِیْدَانِ وَاسْتَقَلَّ الْفُرْقَدَانِ وَبَلِّغْ رُوْحَہٗ وَ اَرْوَاحَ اَھْلِ بَیْتِہٖ مِنَّا التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ کَثِیْرًا۔ [۱۲۹]

قاضی محمد زاہد الحسینی دیوبندی (اٹک، پنجاب) خلیفہ مولوی حسین احمد دیوبندی کانگریسی نے بھی اپنی کتاب ”رحمت کائنات“ میں یہ درود شریف تفسیر روح البیان کے حوالے سے درج کیا ہے۔ [۱۳۰]

# ایک عظیم دُرود شریف

امام شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی فلسطینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء۔ مدفون بیروت، لبنان) فرماتے ہیں کہ مجھے سیّدی حافظ محمد عبدالحی بن شیخ عبدالکبیر کتانی فاسی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۱ھ) نے ہمارے شیخ سیّدی ابراھیم سقا مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۹۸ھ) کے شیخ سیّدی محمد صالح بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۶۲ھ) کی تحریر دکھائی جو شیخ ابراہیم سقا ازہری مصری کی اجازت میں تحریر تھی، حضرت صالح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت حضرت شیخ رفیع الدین قندھاری رحمۃ اللہ علیہ [۱۳۱] سے ہے، حضرت شیخ سقا رحمۃ اللہ علیہ کی یہ اجازت بہت مشہور ہے، میں (نبھانی) نے یہ اجازت اپنی کتاب ''ہادی المرید الی طرق الاسانید'' میں ذکر کی ہے، شیخ محمد صالح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تحریر جو صاحبزادہ کتانی مراکشی علیہ الرحمہ نے مجھے دکھائی اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بلیغ درود شریف تحریر ہے، اس کی فضیلت اور سند بھی تحریر کی ہے، یہ درود شریف ایک مرتبہ پڑھنا ہزار مرتبہ پڑھنے کے برابر ہے۔ [۱۳۲]



سیدی شیخ عبداللہ بن محمد الخیاط الھاروشی المالکی المغربی التیونسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۵ھ/ ۱۷۶۱ء) نے اپنی کتاب ''کنوز الاسرار فی الصلوٰۃ علی النبی المختار'' (صلی اللہ علیہ وسلم) میں یہ درود شریف انہی فضائل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ [۱۳۳] دُرود شریف یہ ہے:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍعَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْماً بِقَدْرِ عَظْمَۃِ ذَاتِکَ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَحِیْنٍ ؋

## چند شبہات کا ازالہ

دُرود شریف کے بارے میں بعض کم علم لوگ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ نماز میں پڑھے جانے والا دُرود شریف ابراہیمی ہی اصل اور صحیح درود ہے، اس کے علاوہ جتنے بھی درود ہیں وہ سب من گھڑت، خود ساختہ اور بدعت ہیں، ان کا پڑھنا بدعت، ناجائز اور غلط ہے۔

ان لوگوں کا دعویٰ کہاں تک درست ہے یہ تو آئندہ صفحات میں قارئین پر واضح ہو جائے گا، مگر ہم ان معترضین سے اتنا عرض کریں گے کہ قرآن مجید کی آیت کریمہ ''ان اللہ وملٰئکۃ یصلون علی النبی یاایھا الذین

امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیماً میں صَلُّوا سے جس صلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے وہ صلوٰۃ مطلق ہے، یہاں عام حکم ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے صرف دُرود پڑھنے کا حکم دیا، اسے کسی ایک صیغہ یا عبارت یا درود ابراہیمی سے مقید نہیں کیا اور نہ ہی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تاکید کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہو کہ خبردار صرف ان الفاظ کے ساتھ مجھ پر درود شریف پڑھو، اگر ان کے علاوہ پڑھو گے تو وہ درود نہیں ہوگا یا وہ قبول نہیں ہوگا۔

جب اللہ تعالیٰ نے درود پڑھنے کے عام حکم کو درود ابراہیمی سے مقید نہیں کیا اور نہ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تو کسی کو کیا اختیار ہے کہ وہ قرآن مجید کے مطلق حکم کو صرف درود شریف ابراہیمی پڑھنے کے ساتھ مقید کرے اور اپنی اس من گھڑت اور بدعتی رائے کو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے استعمال کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا!

''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو کتاب اللہ میں ایسی شرائط لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں جو شرط کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے اگرچہ وہ سو شرائط بھی ہوں''۔ [۱۳۴]



یہ لوگ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟ ان کے پاس کیا اتھارٹی ہے کہ یہ اسٹیجوں پر اچھل کود کر اور اپنے رسالوں میں اللہ تعالیٰ کے عام حکم کو مقید کریں اور اپنی من مرضی کی شرطیں لگائیں، کیا یہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ جاننے والے ہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ سے اس بات کی کمی رہ گئی جس میں اپنی طرف سے اضافہ کر رہے ہیں۔ (ملخصاً) [۱۳۵]

قرآن مجید کی آیت کریمہ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیماً (بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر، اے ایمان والو تم ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو) پر غور کریں اس میں فرمایا گیا کہ ''درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو''، کیا نماز کے علاوہ دوسرے عام اوقات میں درود شریف ابراہیمی پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے یا صرف اس کے ایک جز یعنی صرف درود پڑھنے پر عمل ہوتا ہے؟ قرآن کریم کی آیت مبارکہ میں صلوٰۃ کے ساتھ سلام کا بھی حکم ہے اور ''تسلیماً'' فرما کر سلام کہنے پر زیادہ تاکید فرمائی، جب کہ درود شریف ابراہیمی میں سلام کا لفظ نہیں ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ درود ابراہیمی کی فضیلت سے کسی کو انکار نہیں، مگر کیا یہ درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے پورے حکم کی تعمیل ہوتی ہے؟ درود ابراہیمی تو تشہد کا جز اور تکملہ ہے، سلام کہنے کی جو تاکید ہے اس کی تکمیل تشہد (یعنی التحیات) میں حاضر وخطاب کے صیغے (السلام علیک ایھا النبی) سے سلام بھیج کر ہوتی ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہی سمجھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد و تعلیم سے بھی یہی ظاہر ہوتا

ہے۔(ملخصاً)[۱۳۶]

حدیث شریف میں ہے کہ جب ان اللہ وملئکۃ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ اے ایمان والو اس (نبی) پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا (کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بلاشک وشبہ ہم نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنا جان لیا ہے (یعنی التحیات میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ) آپ پر صلوٰۃ یعنی درود شریف کس طرح عرض کریں، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صرف درود ابراہیمی کی تعلیم دی، سلام کی تعلیم نہیں دی، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تھا کہ سلام عرض کرنا تو آپ کے سکھانے سے ہم نے سیکھ لیا ہے جو کہ التحیات میں عرض کر دیا کرتے ہیں، آپ صلوٰۃ یعنی درود شریف سکھلا دیجئے۔[۱۳۷]

دوسری حدیث میں درود ابراہیمی ارشاد فرمانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود ہی فرمایا "والاسلام کماقد علمتم (اور سلام جیسا کہ تم نے جان لیا ہے۔)[۱۳۸]



جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ صرف دُرود ابراہیمی ہی پڑھنا چاہیئے وہ اس حدیث پر غور کریں کہ دُرود ابراہیمی کے ساتھ ندائیہ کلمات سے سلام عرض کرنا بھی ضروری ہے۔

غیر مقلدین کے امام محدث شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

**"فیفید ذٰلک ان ھذہ الالفاظ المرویة مختصة بالصلوٰة واما خارج الصلوٰة فیحصل الامتثال بما یفید قوله سبحنٰه وتعالیٰ ان الله وملئکة یصلون علی النبی یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما فاذا قال القائل اللھم صل وسلم علی محمد فقد امتثل الامر القرانی"**[۱۳۹]

ترجمہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت کردہ درود ابراہیمی نماز ہی سے خاص ہے لیکن نماز سے باہر حکم ربانی کی تعمیل اللہ تعالیٰ کے ارشاد ان اللہ وملئکۃ (الایۃ) کے مطابق عمل کرنے سے ہو جائے گی، پس کہنے والے نے کہا اللھم صل وسلم علی محمد (اے اللہ درود و سلام حضرت محمد پر بھیج) تو اس نے قرآن مجید کے حکم پر عمل کیا"۔

مندرجہ بالا احادیث اور شرح سے واضح ہو گیا کہ نماز میں درود ابراہیمی پڑھا جائے اور نماز سے باہر جو درود بھی جائے اس میں سلام کا لفظ ضرور آئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل پوری ہو اور اگر نماز سے باہر بھی درود شریف

ابراہیمی ہی پڑھنا ہو تو اس کے آخر پر السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ پڑھنا چاہیئے۔ [۱۴۰]

اَب دیکھنا یہ ہے کہ التحیات میں پڑھا جانے والا دُرود شریف یعنی درود ابراہیمی کون سا ہے؟ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ مطالعہ کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ جانتے ہیں کہ درود ابراہیمی کے الفاظ بھی ایک جیسے نہیں، ایک حدیث میں تو وہ الفاظ ہیں جو عام طور پر التحیات میں پڑھتے ہیں، اس کے علاوہ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس حدیث کو ملاحظہ فرمائیے:

"ابو حُمید الساعدی انھم قالوا یارسول اللہ کیف نصلی علیک قال قولو اللھم صل علی محمد وازواجہ وذریتہ کما صلیت علی اٰل ابراھیم وبارک علی محمد وازواجہ وذریتہ کمابارکت علی اٰل ابراھیم انک حمید مجید"۔ [۱۴۱]

ترجمہ۔ ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم آپ پر دُرود کیسے پڑھیں تو ارشاد فرمایا کہ یوں پڑھو اللھم صل علی محمد وازواجہ وذریتہ (آخر تک)



بخاری شریف کی دوسری حدیث:

"عن ابو سعید الخدری قال قلنا یارسول اللہ ھذ السلام علیک فقد علمنا فکیف نصلی علیک قال قولوا اللھم صلی علی محمد عبدک ورسولک کما صلیت علی ابراھیم وبارک علی محمد واٰل محمد کمابارکت علی ابراھیم واٰل ابراھیم". [۱۴۲]

ان درود شریف کے الفاظ میں اور عام طور پر التحیات میں پڑھے جانے والے دُرود شریف ابراہیمی کے الفاظ میں جو فرق ہے وہ بالکل واضح ہے، اَب اگر کوئی جاہل یہ کہے کہ جناب یہ تو دُرود ابراہیمی نہیں تو اس کو اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دے سکتا ہے، سب الفاظ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات ہیں، سب بجا ہیں، سب حق ہیں، سب نور ہیں، ان میں سے جس پر بھی عمل کیا جائے درست ہے، کسی ایک پر عمل کرنا اور دوسروں کو بدعت و ناجائز کہنا کسی جاہل کا شیوہ تو ہوسکتا ہے لیکن ایک پڑھے لکھے آدمی کو یہ بات کسی طرح زیب نہیں دیتی۔

اس کے علاوہ احادیث صحیحہ میں درود شریف کے اور بھی صیغے ہیں، ابن ماجہ کی ایک حدیث سماعت فرمائیے:

"عن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ قال اذا صلیتم علی رسول اللہ (صلی

الله علیه و آلهٖ وسلم) فاحسنوا لصلوٰة علیه فانکم لاتدرون لعل ذٰلک یعرض علیه قال فقالوا له فعلمنا".

یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو کہا کہ جب نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھو، بڑے خوبصورت انداز سے پڑھا کرو، تم اس حقیقت کو نہیں جانتے تمہارا درود بارگاہ رسالت میں پیش کیا جاتا ہے، حاضرین نے عرض کی کہ آپ ہمیں ایسا درود سکھایئے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یوں درود شریف پڑھا کرو:

"قال قولوا اللهم جعل صلوٰتک ورحمتک وبرکاتک علی سید المرسلین وامام المتقین وخاتم النبیّن محمد عبدک ورسولک وامام الخیر وقائد الخیر ورسول الرحمة اللهم ابعثه مقاماً محمود الغبطهٔ به الاولون والاخرون اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید مجید اللهم بارک علی محمد وعلی آل محمد کمابارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمیدٌمجید". [۱۴۳]

ان پیارے پیارے الفاظ میں جو محبت، ادب اور والہیت جھلک رہی ہے، اس سے اہل ذوق ہی پوری طرح لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس درود شریف پر کسی صحابی نے اعتراض نہ کیا کہ یہ من گھڑت درود آپ نے کہاں سے نکالا، آج تک کسی اہل علم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درود شریف کا انکار نہیں کیا، رہے جہلاء اور خواہ مخواہ اعتراض کرنے والے، تو ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ محشر کے روز خود فرمائے گا۔

ایک ایمان افروز واقعہ بھی سن لیجئے، اس واقعہ کے ناقل ابن قیم جوزی ہیں جو کہ تمام وہابیوں کے امام اور مقتداء ہیں، اسے پڑھ کر آپ کا ایمان تازہ ہو جائے گا اور معترضین کی فضول گوئی آپ پر واضح ہو جائے گی، وہ لکھتے ہیں:

"وقال عبدالله بن الحکم، رأیت الشافعی فی النوم فقلت، مافعل الله بک؟ قال، رحمنی وغفرلی وزفنی الی الجنة کما تزف العروس، ونثر علی کما ینثر علی

العروس، فقلت، بم بلغت هذه الحال؟ فقال لی قائل، يقول لک بما فی كتاب الرسالة من الصلوٰة علی النبی صلی الله عليه وسلم قلت، فكيف ذلک؟ قال، وصلی الله علی محمد عدد ماذكره الذاكرون وعدد ماغفل عن ذكره الغافلون، قال، فلماأ صبحت نظرت الی الرسالة فوجدت الامر كما رأيت صلی الله عليه وسلم"۔[۱۴۴]

ترجمہ۔ عبداللہ بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کوخواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک فرمایا، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا، مجھے بخش دیا اور مجھے جنت میں اس طرح لے جایا گیا جس طرح دلہن کو لے جایا کرتے ہیں، مجھ پر (رحمت کے پھول) اس طرح نچھاور کیے گئے جس طرح دلہن پر نچھاور کیے جاتے ہیں، میں نے پوچھا یہ عزت افزائی کس بات کا صلہ ہے تو کہنے والے نے مجھے کہا کہ تو نے اپنی کتاب ''الرسالة'' میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو درود کہا ہے، یہ اس کا صلہ ہے، عبداللہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے امام وہ درود شریف کس طرح ہے؟ امام شافعی نے فرمایا وہ درود شریف اس طرح ہے:

''وَصَلَّی اللهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ''



اس واقعہ سے واضح ہوا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب الرسالہ کے خطبہ میں محبت بھرے الفاظ میں جب اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود لکھا جس کا ذکر صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ عزت افزائی فرمائی، معلوم ہوا کہ دل محبت سے لبریز ہو، روح عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو، الفاظ میں خلوص و نیاز اور ادب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چمک رہا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے دُرود کو قبول فرماتا ہے۔[۱۴۵]

معترضین کے اکابر علماء نے درج ذیل درود شریف کو اپنی کتابوں میں ''مسنون درود شریف'' کے عنوان کے تحت درج کیا ہے اور انہیں پڑھنے کی ترغیب دی، قارئین کرام انصاف فرمائیں کہ کیا یہ درود شریف، درود ابراہیمی سے مختلف نہیں؟ اگر یہ مختلف ہیں تو ان کو نا جائز کیوں نہیں کہا جاتا؟ مثلاً:

۱۔ اللهم صل علی محمد كما امرتنا ان نصلی عليه كما ينبغی ان يصلی عليه

۔[۱۴۶]

۲۔ اللھم صل علی محمد وانزله المقعد المقرب عندک یوم القیامة۔[۱۴۷]

۳۔ اللھم صل علی روح محمد فی الارواح وعلی جسده فی الاجساد وعلی قبره فی القبور۔[۱۴۸]

۴۔ جزی اللہ عنا محمد صلی اللہ علیه وسلم بما ھو اھله ۔[۱۴۹]

وہابی دیوبندی علماء نے یہ جو درود لکھے ہیں کیا یہ درود ابراہیمی ہیں؟ اگر سارے درود صحیح ہیں تو پھر امت میں فساد کیوں برپا کیا جاتا ہے؟ اور سنیئے:

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (غیر مقلد) لکھتے ہیں!

”ایک طریقہ درود شریف پڑھنے کا یہ ہے کہ ہر روز نماز عشاء کے بعد صاف وستھرے لباس سے جو حلال کمائی سے حاصل کیا ہو، ملبوس ہوکر تازہ وضو کرکے اور خوشبو لگا کر خلوت میں ہو کہ شوروشغب سے توجہ میں خلل نہ پڑے، صاف وستھرا مصلےٰ بچھائے اور یہ درود شریف پڑھے:

اللھم صلی علی سیدنا محمد وآلہٖ کماتحب وترضیٰ۔[۱۵۰]

۶۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ درود شریف تنجینا کا بکثرت پڑھنا اور مکان میں لکھ کر چسپاں کرنا تمام امراض وبائیہ، ہیضہ وطاعون وغیرہ سے حفاظت کے لئے مفید اور مجرب ہے اور قلب کو عجیب وغریب اطمینان بخشتا ہے۔ درود شریف تنجینا یہ ہے:

”اللھم صل علی سیدنا محمد صلوٰۃ تُنجینا بھا من جمیع الاھوال والافات وتقضی لنا بھا جمیع الحاجات وتطھرنا بھا من جمیع الاسّیّات وترفعنا بھا اعلی الدرجات وتبلغنا بھا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوٰۃ وبعد الممات“۔ [۱۵۱]

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (غیر مقلد) نے درود شریف تنجینا کے بارے میں لکھا کہ یہ درود شریف حاجات دنیاوی ودینی کے لئے اکسیر اعظم ہے۔[۱۵۲]

ان درود شریف کے علاوہ محدثین وفقہاء علیہم الرحمہ نے اپنی کتابوں میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کے ساتھ ”صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم“ کے الفاظ لکھے ہیں حالانکہ یہ الفاظ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم سے ماثور نہیں ہیں اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ان الفاظ کا ثبوت ملتا ہے بلکہ یہ درود شریف تو صحابہ کرام کے کئی سو سال بعد لکھا جانے لگا ہے، کیونکہ محدثین جب حدیث شریف میں الفاظ ''قال قال رسول اللہ'' لکھتے تو آگے درود ابراہیمی لکھنے کے بجائے یہ مختصر درود (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لکھنے لگے، مگر معترضین نے کبھی بھی یہ نہ کہا کہ یہ درود شریف ناجائز و بدعت ہے، بلکہ اس درود کو اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔

غیر مقلدین کے امام حافظ ابن قیم جوزی دمشقی (متوفی ۷۵۱ھ) کی ایک کتاب کا نام ''جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام'' ہے[۱۵۳]، اس کتاب کا اردو ترجمہ مشہور غیر مقلد عالم و مؤرخ قاضی محمد سلیمان منصور پوری سابق سیشن جج ریاست پٹیالہ، ہندوستان (متوفی ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء) نے ''الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام'' [۱۵۴] کے نام، سے کیا، اس کے علاوہ حال ہی میں مشہور غیر مقلد مولوی عبدالغفور اثری خطیب جامع مسجد اہل حدیث، محلہ واٹر ورکس سیالکوٹ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''احسن الکلام فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی خیر الانام'' ہے[۱۵۵]، ان تینوں صاحبان اپنی اپنی کتاب کا نام رکھ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ دُرود ابراہیمی کے علاوہ درود و سلام کے اور صیغے بھی استعمال ہو سکتے ہیں، چاہے حدیث میں انہی لفظوں کے ساتھ ان کا ثبوت نہ ہو، کیونکہ ''الصلوٰۃ والسلام علی النبی خیر الانام'' بھی تو درود ہے۔



ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ جو درود ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' پڑھا جاتا ہے، یہ تو گھڑا ہوا خود ساختہ درود ہے، پاکستان کے علاوہ کسی اور ملک میں نہیں پڑھا جاتا۔

اس جاہلانہ اعتراض کے بارے میں عرض ہے کہ جب ''الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام'' یا ''الصلوٰۃ والسلام علی النبی خیر الانام'' لکھنا اور پڑھنا جائز ہے تو اسی طرح ''علیک'' کے ساتھ ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' بھی بدعت و ناجائز نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگر ابن قیم، قاضی سلیمان منصور پوری اور مولوی عبدالغفور اثری کا لکھا ہوا دُرود ناجائز نہیں تو الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بھی ناجائز نہیں، ورنہ ان دونوں میں فرق بتایا جائے، رہا یہ شبہ کہ ''علیک'' ضمیر خطاب کا صیغہ ہے تو چونکہ ''علیک'' بلفظہٖ نماز میں استعمال ہوتا ہے، لہٰذا جس طرح نماز میں اس کا استعمال ممنوع نہیں تو اسی طرح بیرون نماز بھی اس کا استعمال ممنوع نہیں ہو سکتا، ورنہ وجہ فرق بتایا جائے، نیز جس طرح نماز میں ایھا النبی نداء کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، اسی طرح بیرون نماز بھی نداء کے ساتھ یارسول اللہ پڑھنا شرک و ممنوع نہیں ہو سکتا، کیونکہ جو معنی و مفہوم ایھا النبی کا ہے وہی مفہوم یا رسول اللہ کا ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ بس نماز والا ہی درود پڑھنا چاہیے وہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ نماز

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ''بوادر النوادر'' جلد اوّل، مطبوعہ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور، صفحہ ۲۰۵ پر اس حدیث کی سند اور متن دونوں پر کلام کیا ہے، ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۹۸۶ء) نے اعتراضات کا مفصل، مدلل، علمی اور تحقیقی جواب اپنی تصنیف ''حیات النبی ﷺ'' میں دے دیا ہے۔

رہا یہ اعتراض کہ یہ گھڑا ہوا خود ساختہ درود ہے، تو سنئے!

مولوی اشرف علی تھانوی (متوفی ۱۹۴۳ء) نے ایک دن کہا، ''جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں وہ بھی ان الفاظ سے کہ **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ**''۔[۱۵۸]

مولوی حسین احمد دیوبندی ''**الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ**'' کے بارے میں لکھتے ہیں!

''ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغۂ خطاب ونداء کیوں نہ ہوں مستحب ومستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں''۔[۱۵۹]



سجاد بخاری دیوبندی، مدیر ماہنامہ تعلیم القرآن، راولپنڈی نے بھی ''**الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ**'' کو درود شریف تسلیم کیا ہے۔[۱۶۰]

مولوی محمد زکریا سہارنپوری سابق امیر تبلیغی جماعت نے ''**الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ**'' کو درود شریف ہی کہا ہے[۱۶۱]، ان کے علاوہ علماء دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۸۹۹ء) نے بھی **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ** کو درود شریف کہا۔[۱۶۲]

رہا یہ سوال کہ یہ درود شریف پاکستان کے علاوہ بھی کہیں اور پڑھا جاتا ہے یا نہیں تو سنئیے!

نامور مورّخ وادیب نسیم حجازی اپنے سفرنامہ حج میں ترکی کے سفر کا حال لکھتے ہیں:

''کوئی گیارہ بجے کے قریب ہم نے قونیہ کا رُخ کیا...... ڈرائیور کے ساتھ ایک اور نوجوان تھا، جو ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بات کرسکتا تھا، جمعہ کا دن تھا اور ہم نے اپنے گائیڈ کو روانہ ہوتے وقت ہی بتادیا تھا کہ ہم راستے کی کسی مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے رُکنا چاہتے ہیں، انقرہ سے قونیہ کا فاصلہ قریباً ڈیڑھ سو میل تھا اور ہمارا ڈرائیور شہر کے مضافات سے نکلنے کے بعد تقریباً ستر میل فی گھنٹہ کے حساب سے کار چلا رہا تھا اس کار میں ڈرائیور کے سامنے ایک چھوٹی سی تختی لٹک رہی تھی جس پر ''الرزق علی اللہ'' کے الفاظ کندہ تھے، کوئی آدھ یا پون گھنٹہ کے بعد سڑک کے کنارے ایک چھوٹی سی

بستی کی مسجد کے قریب کار رکی اور ہم اُتر پڑے، ترک کسانوں کی اس بستی کی سب سے خوبصورت عمارت یہ مسجد تھی، میں نے وضو کے لئے کوٹ اُتارا تو ایک دیہاتی نے پانی کا کوزہ بھر کر میرے سامنے رکھ دیا، وضو سے فارغ ہو کر اُٹھا تو اس نے ایک صاف تولیہ پیش کر دیا۔

مسجد کے اندر قالین بچھے ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر یہ محسوس ہوتا تھا کہ ان لوگوں کی کمائی کا بیشتر حصہ اپنے گھروں کی آرائش پر صرف ہوتا ہے، مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی، بستی کے مکانات کی تعداد دیکھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں ہر آدمی نماز پڑھتا ہے، جماعت میں ابھی کچھ دیر تھی اور خطیب صاحب ایک کتاب سے فارسی کے کسی شاعر کا نعتیہ کلام پڑھ رہے تھے، وہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد نمازیوں کو دُرود وسلام پڑھانا شروع کر دیتے، الفاظ وہی تھے جن سے ہر پاکستانی کے کان آشنا ہیں ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ'' کچھ دیر بعد منبر پر کھڑے ہو کر خطیب نے عربی زبان میں خطبہ پڑھا اور اس کے بعد جماعت کھڑی ہوگئی، ہم نماز سے فارغ ہو کر باہر نکلے تو تمام نمازیوں کو قند کی ڈلیوں کا ایک ایک لفافہ اور گلاب کے عرق کا ایک ایک گھونٹ تقسیم کیا گیا، جب نمازی باری باری دروازے کے قریب پہنچتے تھے تو ایک شخص گلاب پاش سے عرق کے چند قطرے ان کی ہتھیلی پر ڈال دیتا تھا اور وہ اسے پی لیتے تھے، دوسرا شخص قند کی ڈلیوں سے بھرے ہوئے چھوٹے چھوٹے لفافے ان کو تقسیم کرتا جاتا تھا، مجھے معلوم ہوا کہ ہر جمعہ کی نماز کے بعد اسی طرح گلاب کا عرق اور قند تقسیم کی جاتی ہے''۔[۱۶۳]



قاضی محمد زاہد الحسینی (اٹک، پاکستان) خلیفہ مجاز مولوی حسین احمد دیوبندی لکھتے ہیں کہ علامہ عبدالحمید خطیب پاکستان میں سعودی عرب کے پہلے سفیر تھے، پاکستان آنے سے پہلے مکہ مکرمہ میں شیخ الحرم تھے اور حکومت سعودیہ کی مجلس شوریٰ کے رکن بھی تھے، قرآن کریم کی مختصر تفسیر بنام ''تفسیر الخطیب'' سیرت نبوی پر ''تائیۃ الخطیب'' اور ''اسمی الرسلات'' نامی کتابیں لکھیں، اس کے علاوہ سلطان عبدالعزیز بن سعود کی سوانح حیات ''الامام العادل'' کے نام سے دو جلدوں میں لکھی، پاکستان سے سبکدوش ہونے کے بعد دمشق چلے گئے اور وہیں ۱۳۸۱ھ میں انتقال کیا۔[۱۶۴] یہ اپنی کتاب ''اسمی الرسلات'' میں لکھتے ہیں:

''میں مسجد حرام میں مدرس تھا تو مجھ سے ملک شام کے ایک حاجی نے آ کر شکایت کی کہ میں بیت اللہ شریف کے مطاف میں الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہہ رہا تھا کہ ایک عالم نے جو اپنے آپ کو

نجدی ظاہر کرتا ہے مجھے روک دیا، میں نے شیخ ابن مانع اور شیخ عبدالظاہر امام مسجد حرام سے پوچھا تو ان دونوں نے فرمایا کہ اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مگر جس نے روکا ہے وہ ان (دونوں شیوخ) کو بھی بُرا بھلا کہہ رہا ہے، (لہذا) یہ بات اور اس قسم کی دوسری باتیں لوگوں کی نظر میں وہابیہ نجدیہ کی حقارت کا باعث بنی ہوئی ہیں، کیا واقعی علمائے نجدیہ وہابیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنا حرام ہے؟ تو میں نے اس کا جواب دیا کہ تمام اسلاف وہابیہ اس صلوٰۃ وسلام کو جائز قرار دیتے ہیں، بعض لوگ خواہ مخواہ اپنے غلط عقائد کو وہابیہ کے ساتھ خلط سلط کر کے وہابیہ کو بدنام کر رہے ہیں''۔[۱۶۵]

آج بھی مدینہ منورہ میں روضہ مقدسہ کے سامنے یہی درود شریف پڑھا جاتا ہے، دوسرے عرب ممالک عراق، شام، مصر اور لیبیا وغیرہ میں اذان کے بعد یہی درود شریف پڑھا جاتا ہے جو یقین نہیں کرتا وہ اپنے کسی عزیز سے جو وہاں رہتا ہو تصدیق کر لے۔



## ایک سوال کا جواب

کیا درود شریف میں مزید کلمات کا اضافہ کیا جا سکتا ہے؟ یعنی ایسے کلمات کا اضافہ کرنا جس سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وشان ظاہر ہوتی ہو۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ فقہاء کرام نے نماز کے درود میں لفظ ''سیّدنا'' کی زیادتی کو مستحب اور افضل قرار دیا ہے، صاحب درمختار نے فرمایا ''**وندب السیادة لان زیادة الاخبار الواقع عین السلوک والادب فھو افضل من ترکه** ''(یعنی نماز میں دُرود شریف میں) ''سیّدنا'' کا لفظ کہنا مستحب ہے، کیونکہ اخبار واقعی کا زیادہ کرنا عین ادب کی راہ چلنا ہے، لہذا اس کا پڑھنا اس کے چھوڑنے سے افضل ہے اور فتاویٰ شامی میں ہے:

''**والافضل الاتیان بلفظ السیادة کما قاله ابن ظھیرة وصرح به افتی الشارح لان فیه الاتیان بما امرنا به وزیادة الاخبار بالواقع الذی ھو ادب فھو افضل من ترکه**''۔(فتاویٰ شامی، جلد اوّل، ص ۴۷۹)

یعنی لفظ ''سیّدنا'' لانا افضل ہے (نماز کے دُرود شریف میں، اللھم صلی علی سیدنا محمد کہنا افضل ہے)، جیسا کہ ابن ظہیرہ نے کہا اور فقہاء کی ایک جماعت نے اس کی تصریح کی اور اسی کے مطابق شارح (صاحب درمختار) نے بھی فتویٰ دیا، کیونکہ اس میں اس چیز کا لانا ہے جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر) اور

زیادۃِ اخبار ہے اُس واقع کی جو عین ادب ہے، لہذا اس کا کہنا افضل ہے اس کے ترک سے۔[۱۶۶]

مولوی محمد زکریا سہارنپوری سابق امیر تبلیغی جماعت لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ شروع میں ''سیّدنا'' کا لفظ بڑھا دینا مستحب ہے، درمختار میں لکھا ہے کہ سیّدنا کا بڑھا دینا مستحب اس لئے کہ ایسی چیز کی زیادتی جو واقعہ میں ہو، عین ادب ہے، جیسا کہ رملی شافعی وغیرہ نے کہا ہے۔[۱۶۷]

پروفیسر ابوبکر غزنوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی ''علی سید المرسلین'' کہنے کی تلقین فرمارہے ہیں (ابن ماجہ) تو پھر ''اللّٰھم صلی علی سیدنا محمد'' کہنے پر معترض ہونے کی گنجائش کہاں باقی رہی (اور) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مولانا کہنے میں کچھ قباحت نہیں بلکہ عین حُسن ادب ہے''۔[۱۶۸]

مولوی حافظ عبدالرحمٰن ابن مفتی محمد حسن امرتسری دیوبندی مہتمم جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور راوی ہیں کہ:



''میرے والد صاحب نے ایک موقعہ پر مجھے یہ واقعہ سنایا کہ ایک دن مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) آئے اور کہنے لگے کہ میں درود شریف پڑھتا ہوں تو اس کی عظمت بڑھانے کے لئے کچھ اور کلمات اس میں شامل کرلیتا ہوں سوچتا ہوں کہ یہ بے ادبی یا سنت کی خلاف ورزی تو نہیں؟ یہ بات ہورہی تھی کہ اچانک مولانا محمد ادریس کاندھلوی تشریف لے آئے، مفتی صاحب نے انہیں مخاطب کرکے کہا آیئے مولانا اس وقت آپ کی ضرورت پڑ گئی پھر انہیں مولانا داؤد غزنوی کا سوال سنایا، مولانا ادریس صاحب نے نے کہا اس میں کوئی اشکال نہیں اور قرآن کی اس آیت سے استنباط فرمایا کہ یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما، اس میں صلو اور سلمو کے صیغے مطلق ہیں، اس اطلاق میں یہ خاص شکل بھی شامل ہے، مفتی صاحب نے یہ بات سنی تو فرمایا جزاک اللہ آپ نے خوب جواب دیا''۔[۱۶۹]

عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ مولانا ولایت حسین صاحب نے (مولوی رشید احمد گنگوہیسے) دریافت کیا کہ نماز میں درود شریف کے اندر لفظ ''سیدنا'' ملانا چاہئے یا نہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ ہاں، مولوی صاحب نے عرض کی! کسی روایت میں لفظ سیدنا پایا نہیں گیا، حضرت امام ربانی نے فرمایا! اگرچہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ سیدنا نہ فرمایا مگر ہمیں یہی لائق ہے کہ ملائیں''۔[۱۷۰]

## ایک شبہ کا ازالہ

یہاں ایک شبہ پیدا ہوسکتا ہے کہ آپ تو کہتے ہیں کہ درود شریف میں ایسے کلمات کا اضافہ کرنا جائز ہے جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان ظاہر ہوتی ہو، لیکن حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کرنے میں مبالغہ کرنا جائز نہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو بڑھایا، میں اللہ تعالیٰ کا صرف عبد ہوں، لہٰذا تم مجھے ''عبداللہ ورسولہ'' کہو''۔

حضرت علامہ سیدی احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں!

''یہ حدیث صحیحین (بخاری ومسلم) کی متفق علیہ ہے۔ رسول اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف میں یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے الوہیت اور معبودیت کے درجہ تک نہ بڑھاؤ، جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہہ کر انہیں اِلٰہ اور معبود بنایا اور مقامِ عبدیت ورسالت سے بڑھا کر معبودیت اور الوہیت تک پہنچا دیا۔

جو لوگ اس حدیث کو پڑھ کر رسول اکرم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رسالت اور کمال عبدیت بیان کرنے سے روکتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ شان رسالت اور کمال عبدیت کے مقام ومرتبہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مبالغہ ممکن نہیں، اس لئے کہ عبدیت ورسالت کا کوئی کمال ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہ فرما دیا ہو، نیز یہ کہ اس مقام عبدیت ورسالت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی حد نہیں نہ اس میں زیادتی اور مبالغہ متصور ہے، البتہ الوہیت اور معبودیت کی صفت اگر کوئی شخص معاذ اللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرے تو یقیناً اس نے مبالغہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حد سے بڑھایا، لیکن کسی مسلمان کے حق میں یہ گمان کرنا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الوہیت اور معبودیت کے درجہ تک پہنچایا ہے، بڑا جرم اور گناہِ عظیم ہے، کوئی مسلمان جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اپنی زبان سے پڑھتا ہو اور دل سے اس کا یقین رکھتا ہو اس کے حق میں ان کا گمان شدید قسم کی سوءِ ظنی

ہے،جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا''ان بعض الظن اثم'' یعنی بعض ظن گناہ ہوتے ہیں،مختصر یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس بیان کرنے میں مبالغہ ممکن نہیں بجز اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے الوہیت ثابت کی جائے اور اس حدیث میں خود اس کی تصریح موجود ہے،حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ (الحدیث) یعنی مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا۔

ظاہر ہے کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اِلٰہ مانا تھا جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''واذ قال اللہ یعیسیٰ ءأنت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ''، ثابت ہوا کہ حدیث مبارک میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوا کہ حدیث مبارک میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِلٰہ ماننے کی نہی وارد ہے، یہ نہیں کہ ماسوائے الوہیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان تسلیم کرنے سے منع کیا گیا ہو، حاشا وکلاً ایسا ہرگز نہیں بلکہ ہر وہ خوبی اور کمال جو الوہیت کے ماسویٰ ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت و متحقق ہے۔



حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں!

(فارسی سے ترجمہ)

''(پس مجھے خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہو) مقام''عبدیت'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام خاص اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت مخصوصہ ہے،اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد حقیقی ہیں اور اس وصف عبدیت میں سب سے زیادہ اتم واکمل اور ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال مدح اور علوِ مقام اسی صفتِ عبدیت کی طرف اسناد کرنے میں ہے،حد سے بڑھانا اور مبالغہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح شریف میں راہ نہیں پاتا،جس صفتِ کمال کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اثبات کریں اور جس کمال وخوبی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کریں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ سے قاصر ہے،بجز اثبات صفتِ الوہیت کے کہ وہ درست نہیں۔

(ترجمہ شعر)۔''یعنی امر شرع اور دین کو محفوظ رکھنے کے لئے انہیں خدا نہ کہو،اس کے علاوہ جو صفت چاہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں بیان کرو''۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ان کی حقیقت کو جانتا ہے نہ ان کی تعریف کر سکتا ہے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حقیقت میں جیسے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، جیسا کہ خدا تعالیٰ کو ان کی طرح کوئی نہیں پہچانتا۔ انتہیٰ''

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے اس بیان سے واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں جو کمالات اور خوبیاں بیان کی جائیں وہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ سے قاصر ہیں اور کسی قسم کے اطراء ومبالغہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں راہ نہیں ملتی بجز اثبات الوہیت کے، اور یہ امر ظاہر ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو روحانی طور پر حاضر ناظر سمجھنا، یا ابتداء آفرینشِ خلق سے دخول جنت و نار تک جمیع ما کان وما یکون کے علم کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم ماننا، نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور کہنا، اسی طرح خزائن الٰہیہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ کرم میں بعطاء الٰہی تسلیم کرنا علیٰ ہٰذا القیاس جس قدر صفات اور کمالات تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اہل سنت قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت مانتے ہیں، ان میں سے کوئی وصف بھی صفت الوھیت نہیں، (کیونکہ عطائی وصف الوہیت نہیں ہو سکتے) لہٰذا کمالات مذکورہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح وثنا کو معاذ اللہ اطراء اور مبالغہ کہنا دروغِ بے فروغ ہے، علامہ امام شرف الدین بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے قصیدہ بُردہ میں کیا خوب کہا ؎

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ

وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحاً فِیْهِ وَاحْتَکِمْ

ترجمہ۔ ''چھوڑ دے اس چیز کو (یعنی الوہیت کو) جس کا دعویٰ کیا تھا نصاریٰ نے اپنے نبی حجرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور حکم کر ہر اُس چیز کے ساتھ جو تو چاہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں اور اس پر اچھی طرح پختہ اور مظبوط رہ''۔ (ملخصاً)[۱۷۱]

قاضی محمد زاہد الحسینی دیوبندی لکھتے ہیں!

''دُرود شریف اس محبت ایمانی اور روحانی عقیدت کا اظہار ہے جو ایک خوش بخت مسلمان سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرتا ہے، اس لئے جن کلمات میں نثر یا نظم کی طرز پر پیش کرے جائز اور درست ہے...... چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فدا ک

ابی وامی اور فداک روحی جیسے عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے کلمات سے اپنی تسکین قلبی کا کچھ سامان مہیا کیا......اس لئے محبت ایمانی اور عقیدت روحانی کی بنا پر بہترین پیرایہ اختیار کرے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہترین طرز اور اچھے پیرائے میں درود بھیجو (جواہر البحار، جلد۳، صفحہ۸۳)...... چنانچہ عشاق اور خدام مقدور بھر جس انداز اور طرز اور کلمہ کو تلاش کر سکے اسے بیان کرنے کا شرف حاصل کیا...... درود وسلام کے کئی کلمات ہزاروں کی تعداد میں امت نے تالیف کئے، بعض ایسے بھی ہیں جن کی پسندیدگی کی سند حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں عطا فرمائی"۔[۱۷۲]

ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں!

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف درود سلام جائز ہی نہیں بلکہ بہت بڑے ثواب کا کام ہے، یہ درود وسلام عربی میں بھی ہو سکتا ہے، نعتیہ نظم و نثر میں کسی دوسری زبان میں بھی ہو سکتا ہے"۔[۱۷۳]



ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ درود شریف کے تمام مجموعے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق نے ترتیب دیئے ہیں، وہ دنیا کی کسی زبان میں ہوں، نظم میں ہوں یا نثر میں ہوں مثلاً دلائل الخیرات شریف، دُرود تاج، دُرود لکھی، درود مستغاث وغیرہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ جائز ہیں اگر کوئی جاہل ان کے پڑھنے سے روکتا ہے تو اُسے اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دے سکتا ہے۔

محمد اقبال کیلانی غیر مقلد، جامعہ ملک سعود، ریاض (سعودی عرب) اپنی کتاب "درود شریف کے مسائل" میں "مسئلہ نمبر۲۴" کے تحت لکھتے ہیں!

"درود تنجینا، درود ماہی، درود مقدس، درود تاج، درود لکھی اور درود اکبر (چاروں حصوں) کے الفاظ غیر مسنون ہیں"۔[۱۷۴]

مولوی ثناءاللہ امرتسری غیر مقلد درود تاج، درود لکھی اور دلائل الخیرات کے بارے میں لکھتے ہیں!

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم کردہ درود وہ ہے جو التحیات میں پڑھا جاتا ہے اس کے سوا باقی سب لوگوں کے بنائے ہوئے ہیں، جن کی پابندی کرنے کا حکم نہیں"۔[۱۷۵]

غیر مقلدین وہابی علماء نے درود ابراہیمی کے علاوہ تمام درودوں کو غیر مسنون، غیر ماثور اور بناوٹی کہا ہے،

اب دیکھنا یہ کہ غیر مقلدین علماء درود ابراہیمی کے علاوہ کسی دوسرے غیر مسنون، غیر ماثور اور بناوٹی درود کو بھی لکھنا پڑھنا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اگر جائز سمجھتے ہیں تو ان کا اعتراض فضول ہے۔

تو عرض ہے کہ محمد اقبال کیلانی غیر مقلد نے اپنی کتاب "درود شریف کے مسائل" کے جس صفحہ پر درود تاج اور دیگر درودوں کے متعلق لکھا ہے کہ یہ غیر مسنون ہیں، کیلانی صاحب نے اسی صفحہ پر دس مرتبہ درود شریف "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد نے اپنے اسی فتویٰ کے شروع میں لکھا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم"۔

فتاویٰ ثنائیہ کے محشی، مولوی شرف الدین دہلوی غیر مقلد، میں لکھتے ہیں!

"درود شریف بہتر وہی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، مختصر پڑھنا ہو تو "صلی اللہ علیہ وسلم" پڑھ لیا جائے"۔

[۱۷۶]

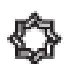
تمام دنیا کے غیر مقلدین کو چیلنج ہے کہ انہوں نے جس درود شریف "صلی اللہ علیہ وسلم" کو پڑھنا جائز لکھا ہے، وہ اس درود کو مسنون، ماثور اور غیر بناوٹی ثابت کریں، یہ چیلنج قیامت تک ہے، کیا یہ درود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُمت کو تعلیم فرمایا؟ کیا یہ درود صحابہ کرام نے پڑھا ہے؟ اگر نہیں پڑھا تو کیا یہ درود غیر مسنون اور بناوٹی درود کے زمرے میں نہیں آتا؟، اس درود شریف کو پڑھتے ہوئے انہیں غیر مسنون، غیر ماثور اور بناوٹی کے الفاظ یاد نہیں آتے، آج تو دھاندلی چل جائے گی مگر روز قیامت اس کا جواب ضرور دینا پڑے گا۔



رہا یہ اعتراض کہ دُرود تاج شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "**دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم**" اور "**نور من نور اللہ**" کے الفاظ کہنا درست نہیں، تو ان اعتراضات کا مفصل جواب راقم کی کتاب "دُرود تاج پر اعتراضات اور ان کا جواب" مطبوعہ مکتبہ الدار السنیہ (ناگپاڑہ، ممبئی، بھارت) میں دیا جا چکا ہے۔ مختصر جواب یہاں بھی نقل کئے دیتے ہیں:

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ "**دافع البلاء**" تو اللہ تعالیٰ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے الفاظ نہیں ہونے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں۔

ان جہلاء کی بے عقلی کے مطابق تو قرآن کریم کی درج ذیل آیات کو بھی قرآن سے نکال دینا چاہئے کیونکہ ان سے بھی شرک کا شبہ پڑتا ہے، دیکھئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

 **لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم**

بالمومنین رء وف رحیم (سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸)

انه لقول رسول کریم (سورۃ الحاقۃ، آیت ۴۰)

لہذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز، رءوف، رحیم اور کریم بھی نہ کہنا چاہئے، کیونکہ یہ نام اللہ تعالیٰ کے بھی تو ہیں۔

معترضین جو اس کا جواب دیں گے وہی جواب درود تاج کے جملے **دافع البلاء** کا ہوگا، کیونکہ اگر ان ناموں کے اشتراک سے وہاں شرک نہیں تو یہاں کیسے شرک ہوگا؟

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۸)

"جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو نمرود بولا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں"۔ 

قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اَنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (سورۃ آل عمران، آیت ۴۹)

"میں تمہارے لئے بناتا ہوں مٹی سے پرندوں کی سی صورت پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتی ہے اور مادرزاد اندھے کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دیتا ہوں"۔

موت وحیات دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، نمرود نے موت وحیات دینے کی نسبت اپنی طرف کی، یہی شرک ہے، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کرنے کی نسبت عطائے الٰہی سے اپنی طرف کی جو عین ایمان ہے، اگر کوئی مومن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطائے الٰہی سے **دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم** مانے یا کہے تو کیسے شرک ہوگا؟

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

کوئی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دافع حقیقی نہیں سمجھتا، دافع حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض وسیلہ اور واسطہ ہونے کی حیثیت سے دافع مجازی ہیں۔

بایں طور کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دفع عذاب کا سبب ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَمَا كَانَ اللّٰهُ

لِیُعَذِّ بَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ" (سورۃ الانفال) یعنی آپ کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ لوگوں کو عذاب نہیں دے گا، اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دفع عذاب کا وسیلہ ہیں، نیز فرمایا! وَمَا کَانَ اللہُ مُعَذِّ بَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ (پ ۹، سورۃ الانفال) اللہ تعالیٰ لوگوں کے استغفار کی وجہ سے بھی انہیں عذاب نہیں دے گا۔

استغفار بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی سے ملا، اس لئے جب تک مومنین کا استغفار ہے حضور کا وسیلہ برقرار ہے۔

✿ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل مدینہ منورہ کی مٹی جذام کے لئے شفاء ہوگئی۔

(الوفاء، علامہ ابن جوزی، ج ۱، ص ۲۵۳۔ وفاء الوفاء، علامہ سمہودی، ج ۱، ص ۶۷)

✿ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے مدینہ منورہ کی بیماریاں (یہودی بستی) جحفہ کی طرف منتقل ہوئیں۔ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۵۹۔ ج ۲، ص ۱۰۴۲)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں تلوار کی ضرب لگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر تین مرتبہ پھونکا، اس کے بعد انہیں کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ (بخاری شریف، ج ۲، ص ۶۰۵۔ مشکوٰۃ، ص ۵۳۴)



حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی پنڈلی ٹوٹ گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پنڈلی پر مبارک ہاتھ پھیر دیا تو تکلیف رفع ہوگئی۔ (بخاری، ج ۲، ص ۵۷۷)

مسلم شریف میں ایک طویل حدیث وارد ہے، جس کے آخری حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عطاء حضرت اسماء کے پاس حاضر ہوئے، انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جُبہ مبارک نکالا اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہنتے تھے اور ہم اس جبے کو پانی سے دھو لیتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے اپنے بیماروں کے لئے شفاء حاصل کریں۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۱۹۰)

صحیحین و دیگر کتب احادیث میں باسانید کثیرہ یہ مضمون وارد ہے کہ عہد رسالت میں مدینے میں قحط پڑا، خطبہ جمعہ کے موقع پر حضور ﷺ سے باران رحمت کی دعا کے لئے عرض کیا گیا، حضور نے دعا فرمائی اور فوراً ہی باران رحمت شروع ہوگئی اور اس کثرت سے بارش ہوئی کہ اگلے جمعہ کے موقع پر حضور سے عرض کیا گیا کہ اب تو بارش کی وجہ سے لوگوں کے مکان گرنے لگے، آپ دعا فرمائیں کہ بارش رک جائے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے اور آسمان کی طرف اپنے دونوں مبارک ہاتھ اُٹھا کر چاروں طرف اشارہ فرمایا اور دعا فرمائی، حضور کے اشارے کے ساتھ بادل پھٹتا گیا اور صاف آسمان گول دائرے کی طرح نظر آنے لگا، مدینہ میں بارش رک گئی، آس پاس جاری رہی۔ (بخاری،

ج۱ص۱۴۰،۱۴۱،۵۰۶)

آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاء، وباء، قحط، مرض اور الم کے دفع ہونے کا سبب بنایا، دافع حقیقی محض اللہ تعالیٰ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال عبدیت کے باعث عون الٰہی کا مظہر اتم واکمل ہیں، اسی اعتبار سے درودتاج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم** کہا گیا، جس میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا، بلکہ یہ تو کمال عبدیت کا بلند مقام ہے۔(ملخصاً)[۱۷۷]

## علماء دیوبند کا عقیدہ

مولوی محمد عارف سنبھلی، استاد ندوۃ العلماء لکھنؤ لکھتے ہیں!

''لیکن یہ عقیدہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اولیاء مقربین کے ذریعہ بھی اپنے بندوں کو فیض اور مدد پہنچاتا ہے اور عالم میں بڑے بڑے تصرفات ونتائج بامر الٰہی ان کو واسطہ بناتا ہے، اہل سنت والجماعت علماء دیو بند کا عقیدہ ہے، اور خود حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے قائل بلکہ داعی ہیں، وہ اپنی بینظیر کتاب ''منصب امامت'' میں ولایت کے ایک خاص مقام اور اس پر فائز ہونے والے اولیاء اللہ (اصحاب خدمت) کے بارہ میں فرماتے ہیں:

حکم علی الاطلاق ایشاں را واسطہ در تصرف کونیہ میگرداند مثل نزول امطار ونمو اشجار وتقلیب احوال وادوار وتحول اقبال وادبار سلاطین وانقلابات حالات اغنیاء ومساکین ورفع بلاء ودفع وباء وامثال ذالک۔

(اللہ تبارک وتعالیٰ جو حکیم مطلق ہے، ان اولیاء مقربین کو عالم کون کے تصرفات میں واسطہ بناتا ہے، جیسے بارشوں کا نازل ہونا، درختوں کا نشو ونما پانا اور حالات کا پلٹا کھانا، بادشاہوں پر اقبال یا ادبار آنا، دولت مندوں، فقراء ومساکین کے احوال کا بدل جایا، بلاؤں کا ٹل جانا، وباؤں کا ہٹ جانا اور ان جیسے دوسرے تصرفات)

پھر اس کی سند میں حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کی وہ حدیث نقل کی ہے جس میں ان ابدال کا ذکر ہے جن کا مستقر شام بتلایا گیا ہے اور ان کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

**یسقی بھم الغیث وینحس بھم علی الدعواء ویصرف عن اھل الشام بھم**

العذاب

(ان کے ذریعہ اوران کی برکت سے بارش نازل ہوتی ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی جاتی ہے اوران کے ذریعہ اوران کی برکت سے اہل شام کے عذاب اور آفات کو ہٹایا جاتا ہے)[۱۷۸]

## فتویٰ علماء دیوبند

سوال۔کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ درودتاج میں **دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم** کے الفاظ آتے ہیں یہ پڑھنے درست ہیں؟ان کے پڑھنے سے شرک تو لازم نہیں آتا؟

جواب۔حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بایں معنی ''دافع البلاء'' کہنا کہ آپ کے ذریعہ سے بلاء دفع ہوتی ہے، درست ہے،اور بایں معنی کہ آپ خود استقلالاً بلاء دفع کرتے ہیں درست نہیں، ایسے لفاظ جوموہوم شرک ہوں اور عوام میں منشاء کا باعث ہوں قابل اجتناب واحتراز ہیں،سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت اقدس میں درود بھیجنے کے لئے دوسرے صحیح درود شریف بہت ہیں ان کو ہی پڑھا جائے۔

(ماخوذ من مجموعہ الفتاویٰ،جلد۲،ص۱۹۲) فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح۔بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان

بندہ عبدالستار عفااللہ عنہ ۲۸شوال ۱۳۷۹ھ [۱۷۹]

اس فتویٰ میں دیوبندی مفتیوں نے صاف لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان معنوں میں دافع البلاء کہنا کہ آپ کے ذریعہ سے بلاء دفع ہوتی ہے،درست ہے اور استقلال کے معنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع بلاء کہنا درست نہیں۔

## اہل سنت کا عقیدہ

الحمدللہ اہل سنت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور ذریعہ سے بلائیں دفع ہوتی ہیں،اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجازی طور پر دافع البلاء کہا جاتا ہے،استقلال کے معنوں میں دافع البلاء کہنا اہل سنت کے نزدیک شرک ہے کیونکہ استقلال تو الوھیت کے لئے ہے۔

## عجیب فتویٰ

فتویٰ میں جو یہ کہا گیا ہے کہ ایسے الفاظ موہوم شرک ہیں ان سے بچنا چاہئے، تو یہ بھی عجیب فتویٰ ہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجازی دافع البلاء مان رہے ہیں اور مستقل دافع البلاء ماننے کی نفی کر رہے ہیں تو شرک کی جڑ تو کٹ گئی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب سے جی چُرانا اور آپ کے لئے ان الفاظ کو استعمال نہ کرنے کے بہانے بنانا، محبت رسول کی علامت نہیں بلکہ بغض رسول کی علامت ہے۔

پھر فتویٰ میں یہ بھی لکھا ہے کہ درود بھیجنے کے لئے دوسرے صحیح درود شریف بہت ہیں ان ہی کو پڑھا جائے، تو پھر ان کا یہ کہنا درست نہ رہا کہ صرف نماز والا درود شریف ابراہیمی ہی درود ہے اور کوئی درود نہیں ہے۔

## غیر مقلدین کا عقیدہ

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (غیر مقلد) لکھتے ہیں!

”اہل صلاحیت (صالح لوگوں) کے دم قدم سے بیماریوں اور آفتوں کا دُور ہونا اور بارشوں کا بوقت ضرورت برسنا اور رزق و مال میں افزائش، احادیث صحیحہ مرفوعہ اور آثار صحابہ و تابعین اور دیگر بزرگان دین کے واقعات سے ثابت ہے اور یہ متواترات کی جنس سے ہے، اس سے انکار کی گنجائش نہیں“۔ [۱۸۰]

## ایک شُبہ کا ازلہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ“ یعنی اے محبوب فرمادو کہ میں تو اپنی ذات کے لئے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں تو دوسروں کے لئے کیا دافع البلاء ہوں گے؟

جواب۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں بغیر اللہ تعالیٰ کے چاہے کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں، الا ماشاء اللہ یعنی اس کے چاہنے اور اُس کے دینے سے، اُس کے اذن سے مالک ہوں، یہاں ذاتی مستقل ملکیت کا انکار ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ملکیت کا اقرار ہے، یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مقلد (متوفی ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۰ء) لکھتے ہیں!

”نفع وضرر حقیقت میں خدا ہی کی جانب سے ہوتا ہے، خدا کے سوا کسی اور میں یہ طاقت نہیں ہے کہ کسی کو بغیر اذن کے نفع وضرر پہنچاوے، تو یہ عقیدہ بے شک اہل سنت و جماعت کا ہے اور ایسا عقیدہ ہر مسلمان کو رکھنا چاہئے، اس عقیدہ کے حق ہونے پر متعدد آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ صاف اور صریح

طور پر دلالت کرتی ہیں، قال اللہ تعالیٰ قل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضرا الا ماشاء اللہ''۔[۱۸۱]

آخر میں عرض ہے اور شاید یہ بات معترضین کی سمجھ میں آجائے کہ علم طب میں دوا ''سم الفار'' ضار یعنی مُضر ہے، نقصان پہنچانے والی ہے، اور ''بنفشہ'' نافع ہے یعنی نفع پہنچانے والا ہے۔

تو جب یہ دوائیں جو کہ اللہ نہیں ہیں، یہ مجازی طور پر نفع ونقصان پہنچانے والی ہیں، مجازی طور پر انہیں ضار اور نافع کہہ سکتے ہیں، کوئی شرک نہیں ہوتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مجازی طور پر دافع البلاء والوباء کیوں نہیں کہہ سکتے؟ یہاں کیوں شرک ہوجاتا ہے؟ یہ عجیب عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو سراپا رحمت وبرکت ہیں۔

کئی سال قبل جماعت اسلامی کے ترجمان رسالہ ماہنامہ ''فاران'' کراچی، شمارہ نمبر ۱۲، بابت ماہ جون، جولائی ۱۹۸۰ء میں محمد جعفر شاہ پھلواری کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں درود تاج شریف پر کچھ اعتراضات کئے تھے کہ اس لغوی اور لسانی غلطیاں ہیں جو کہ ایک غیر عربی دان بھی نہیں کرسکتا، پھر یہ اعتراضات عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے ایک پمفلٹ کی صورت میں ''ادعیہ پر تحقیقی نظر'' کے نام سے شائع کئے گئے، بعد میں ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور، شمارہ ۱۷ شوال ۱۴۰۰ھ میں بھی یہ اعتراضات شائع ہوئے، معترضین کے خیال میں ان اعتراضات کا جواب قیامت تک ممکن نہ تھا، اتفاقاً پمفلٹ کی اشاعت کے چند سال بعد غزالئی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸۶ء) کراچی تشریف لے گئے تو دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے بعض علماء نے آپ کو اس پمفلٹ کے متعلق بتایا، الحمدللہ آپ نے ملتان واپس تشریف لانے کے بعد اس کے تمام اعتراضات کا مدلل جواب تحریر فرمایا، آپ لکھتے ہیں!

''مجھے افسوس ہے کہ پمفلٹ اب اتنے عرصے کے بعد یکم جنوری ۱۹۸۶ء کو مجھے ملا، اے کاش یہ مضمون اسی وقت میرے سامنے آجاتا تو اس ''ادعیہ پر تحقیقی نظر'' کا جواب فوری طور پر بروقت لکھ کر میں شاء کردیتا''۔[۱۸۲]

جعفر شاہ پھلواروی نے اپنے مضمون میں یہ بھی لکھا تھا کہ!

''میں نے جن غلطیوں کی نشاندہی کی ہے وہ اگر لغوی ہیں تو لغت ہی سے اس کا جواب دینا چاہئے، صَرف ونحو (یعنی عربی گرائمر) کی بات کی ہے تو صِرف صَرف ونحو ہی کے قواعد سے اس کی تردید کرنی

چاہئے ،فکری معاملہ ہے تو فکری انداز سے اس کو غلط ثابت کرنا چاہئے ،میری گزارشوں کا یہ جواب نہیں کہ فلاں صاحب علم بزرگ نے تو ان غلطیوں کی نشان دہی کی نہیں لہذا تمھاری نشان دہی غلط ہے‘‘۔[۱۸۳]

علامہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ اس کے جواب میں ’’درود تاج پر اعتراضات کے جوابات‘‘ کتاب لکھی آپ کتاب کے آخر میں فرماتے ہیں!

’’پھلواروی صاحب کے اس مطالبے کو حرف بحرف ہم نے پورا کردیا، ہم نے ان کے جواب میں اس بات پر اکتفا نہیں کیا کہ فلاں صاحب علم بزرگ نے ان غلطیوں کی نشان دہی نہیں کی لہذا پھلواروی صاحب کی نشان دہی غلط ہے، بلکہ پھلواروی صاحب نے جن لغوی غلطیوں کی نشان دہی کی ہے ہم نے لغت ہی سے ان کا جواب دیا ہے اور صَرف ونحو کی بات کی تردید ہم نے صرف ونحو ہی کے قواعد سے کی ہے اور ان کی فکری غلطیوں کا جواب فکری ہی انداز سے دیا ہے‘‘۔[۱۸۴]



اب رہے درود تاج شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ’’نــور ا مــن نـورِ اللہ‘‘ کے الفاظ، تو اس بارے میں صحیح سند کے ساتھ حدیث کے الفاظ درج ذیل ہیں:

’’ عبدالرزاق عن معمر عن الزهری عن سالم عن ابيه، انه قال: رَايتُ النبی صلی الله عليه وسلم بِعَيْنَیَّ هاتَيْنِ وكان نُورًا كلهُ بل نُورًا مِّن نُورِ الله ، مَنُ رَآهُ بَدِيُهَةً هابه ومن رآه مِرارًا اِسُتَحَبَّهُ أَشَدَّ اِسُتِحُبَاب‘‘۔[۱۸۵]

ترجمہ۔عبدالرزاق، معمر سے وہ زہری سے، وہ سالم سے اور وہ اپنے والد (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان دو آنکھوں سے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی اور آپ تمام تر نور تھے، بلکہ آپ ایسے نور تھے جسے اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ اپنے نور سے پیدا کیا تھا، جو شخص پہلے پہل آپ کی زیارت کرتا وہ مرعوب ہو جاتا اور جو بار بار آپ کی زیارت کرتا وہ دل کی گہرائی سے آپ سے محبت کرنے لگتا۔

جب صحیح حدیث سے یہ الفاظ ’’نور من نور اللہ‘‘ ثابت ہیں تو ان کے کہنے سے دل نہیں چُرانا چاہئے، حدیث کو ماننا چاہئے ،منکر حدیث ہونا گمراہی ہے۔

## نور من نور اللہ کا مفہوم

’’نور من نور اللہ‘‘ کے معنی یہ نہیں کہ معاذ اللہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور، اللہ تعالیٰ کے نور کا مادہ

ہے، یا حصہ ہے، جُز ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کو جہالت کی بنا پر مغالطہ ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور، اللہ تعالیٰ کے نور کا نہ تو مادہ ہے، نہ جز اور نہ ٹکڑا ہے، لفظ ''مِــنْ'' جزیت کے لئے نہیں ہے بلکہ لفظ ''مِــنْ'' تشریفیہ ہے، یعنی شرافت اور بزرگی کے لئے ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور براہ راست نور ذات الٰہی کے فیض سے پیدا کیا گیا ہے، لفظ ''مِن'' سے مغالطہ میں مبتلا ہو کر یہ خیال کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور، اللہ تعالیٰ کے نور کا جُز ہے تو خالص کفر ہے۔

امام احمد رضا قادری بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ''مِنْ نُوْرِہٖ'' کی تشریح میں فرماتے ہیں!

''عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذاتِ الٰہی، ذاتِ رسالت کے لئے مادہ ہے، جیسے انسان مٹی سے پیدا ہوا، یا عیاذ باللہ ذاتِ الٰہی کا کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا، اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہونے یا کسی شئے میں حلول فرمانے سے پاک ومنزہ ہے''۔[۱۸۶]

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:



''حاش للہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نورِ رسالت یا کوئی چیز معاذ اللہ، ذاتِ الٰہی کا جزیا عین و نفس ہے، ایسا عقیدہ ضرور کفر وارتداد ہے''۔[۱۸۷]

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ حدیث نور کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک یعنی ذات مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا، اس معنی یہ نہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی ذات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کا مادہ ہے یا نعوذ باللہ حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے، عن ذالک علوا کبیرا، اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے، اس لئے کہ ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر وشرک ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے، بلکہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حُسن الوہیت کا ظہور اوّل تھی، بغیر اس کے کہ ذات خداوندی نور محمد کا مادہ یا حصہ اور جزو قرار پائے، یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے، جس کا سمجھنا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن وحدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا''۔[۱۸۸]

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے ایک دوسری جگہ اس کی وضاحت اس طرح کی ہے!

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کے نور سے مخلوق ماننے کا یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے جزو ہیں، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نورِ ذات کا جلوہ ہیں، بلاتشبیہ جس طرح آئینہ میں

سورج کی روشنی اس کے انوار کا جزو نہیں ہوتی بلکہ ایک تجلی ہوتی ہے، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نورِ ذات کی تجلی اور اس کا جلوہ ہیں، البتہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اقانیم ثلاثہ میں سے ایک اقنوم مانتے ہیں اور ''اب، ابن اور روح القدس'' تینوں کو اجزاء قرار دے کر ان کے مجموعے کو خدا کہتے ہیں، مختصر یہ کہ خدائے قدوس کے لئے اس کے نورِ ذات کا جلوہ ماننا اسلام ہے اور اس کے لئے جز ثابت کرنا عیسائیت ہے''۔[۱۸۹]

## ایک اُلجھن کا حل

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا نور کبھی جزء نہیں ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے کیسے پیدا ہو گئے، یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔

اس سوال کا جواب علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ نے اپنی ایک تقریر میں آسان لفظوں میں دیا ہے، جو درج ذیل ہے، آپ فرماتے ہیں!

''دیکھئے سورج آسمان پر چمک رہا ہے، آپ نیچے زمین پر آئینہ رکھ دیں، ایمان سے کہنا کہ اس آئینے میں سورج چمکتا ہوا نظر آئے گا یا نہیں؟ اس آئینے میں روشنی اور نور آئے گا یا نہیں؟ یقیناً آئے گا، اب بتائیے کہ اس آئینے میں جو روشنی ہے وہ سورج کی روشنی ہے یا نہیں؟ اب اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں جناب یہ سورج کی روشنی نہیں، اگر یہ سورج کی روشنی ہے تو جتنی روشنی اس میں آئی اتنی روشنی سورج میں کم ہو جانی چاہیئے، کیا آپ اس بات کو مان لیں گے؟ یقیناً نہیں مانیں گے، آپ دوسرا آئینہ رکھ دیں، تیسرا رکھ دیں، ہر آئینہ میں پورا سورج چمکتا ہوا نظر آئے گا، مگر وہاں کوئی کمی نہیں آئے گی، اگر کوئی کہے کہ نہیں صاحب کمی تو ہو ہی گئی، تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ایک دو آئینے رکھنے سے تو کچھ کمی ہو اور اگر ہزاروں لاکھوں آئینے رکھ دیئے جائیں تو سورج کا تو بالکل صفایا ہی ہو جائے اور سورج کا سارا نور ان آئینوں میں تقسیم ہو کر ختم ہو جائے، تو میرے بھائی اگر کروڑوں اربوں آئینے بھی رکھ دیئے جائیں تو وہاں کمی نہیں آئے گی، جب وہاں کمی نہیں آئی تو پتہ چلا کہ آئینہ جو سورج کے نیچے رکھا ہے وہ سورج کا جز نہیں ہے، اور سورج جو اس آئینے میں چمکتا ہوا نظر آ رہا ہے آپ اس آئینے کے نور کو کیا کہیں گے؟ سورج کا جز تو کہہ نہیں سکتے کیونکہ نہ تو اصل سورج آئینے میں آیا اور نہ ہی آئینہ سورج کا حصہ بنا بلکہ آئینہ سورج کے نور کا مظہر بنا، لہٰذا اس کو سورج کے نور کا جلوہ کہیں گے، حصہ، جز یا ٹکڑا نہیں کہہ سکتے''۔[۱۹۰]

امام محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۱۲۲ھ) حدیث جابر کے الفاظ ''من نورہٖ'' کی شرح میں فرماتے ہیں!

”(من نورہٖ) اضافة تشريف واشعار بانه خلق عجيب وان له شانا له مناسبة ماالى الحضرة الربوبية على حد قو له تعالىٰ” ونفخ فيه من روحي“وهي بيانية اى من نور هو ذاته لا بمعنى انها مادة خلق نوره منها بل بمعنى تعلق الارادة به بلاواسطة شئى في وجوده“۔[۱۹۱]

ترجمہ۔(اپنے نور سے) مراد ہے کہ نور کی نسبت اللہ تعالیٰ کی محض شرافت کے طور پر ہے اور آ گاہ کرنا ہے کہ وہ نور عجیب مخلوق ہے اور اس نور کی بڑی شان ہے کہ اس کی حضرت ربوبیت کی طرف کچھ مناسبت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ”اس میں اپنی روح پھونکی“ یا یہ نسبت علم نحو کی رو سے بیانیہ ہے، یعنی اس نور سے پیدا کیا جو ذات باری تعالیٰ کا عین ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مادہ ہے کہ جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا گیا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی واسطہ کے اپنی ذات سے پیدا کیا۔



مولانا عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء) لکھتے ہیں!

”ان الاضافة فی قوله من نوره كالاضافة فی قوله تعالیٰ فی قصة خلق آدم ونفخت فيه من روحی وكقوله تعالیٰ فی قصة سيدنا عيسیٰ وروح منه وكقولهم بيت الله للكعبة والمساجد وقولهم روح الله لعيسیٰ وغير ذلک“۔[۱۹۲]

ترجمہ۔یعنی اس حدیث میں نور کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اسی طرح ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں ہے کہ میں نے اپنی روح آدم میں پھونکی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا ”اپنی روح سے“، اور جیسے کعبہ شریف کو بیت اللہ کہتے ہیں اور مسجدوں کو بھی بیت اللہ کہتے ہیں اور جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی حدیث جابر کے الفاظ ”من نورہٖ“ کا مطلب لکھتے ہیں!

”نہ بایں معنیٰ کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا“۔[۱۹۳]

دیوبندی مکتبہ فکر کے مدرسہ خیر المدارس (ملتان) کے مفتی محمد انور لکھتے ہیں!

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ”نور من نور الله“ کہا جاتا ہے یا نور اللہ کہا جاتا ہے یہ اضافت محض تشریفی ہے، یہ مطلب نہیں کہ ذات خداوندی سے ایک جز لے کر اسے ذات نبوی کے لئے مادہ

والاسلام بھی پڑھنا چاہیئے یعنی السلام علیک ایھا النبی ورحمته الله وبرکاته۔

یہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حرف نداء یا کے کے ساتھ درود شریف تو تب پڑھا جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُور سے سماعت فرماتے ہوں۔

اس بارے میں غیر مقلدین کے امام ابن قیم جوزی نے ایک حدیث نقل کی ہے:

علامہ سیدی احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں!

**"قال الطبرانی: حدثنا یحییٰ بن ایوب العلاف حدثنا سعید بن ابی مریم عن خالد بن زید عن سعید بن ابی هلال عن ابی الدرداء قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اکثروا الصلاۃ علی یوم الجمعة فانه یوم مشهود تشهده الملائکة، لیس من عبد یصلی الابلغنی صوته حیث کان، قلنا: وبعد وفاتک؟ قال: وبعد وفاتی، ان الله حرم الارض ان تاکل اجساد الانبیاء"**



**ذکره الحافظ المنذری فی الترغیب، وقال رواه ابن ماجه باسناد جید**[۱۵۶]

ترجمہ۔ طبرانی نے بسند مذکور کہا، حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو، اس لئے کہ وہ یوم مشہود ہے، اُس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں کوئی بندہ (کسی جگہ سے) مجھ پر دُرود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو، حضرت ابودرداء فرماتے ہیں ہم (صحابہ) نے عرض کیا حضور آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں میری وفات کے بعد بھی، بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

اس حدیث کو حافظ منذری نے ترغیب میں ذکر کیا اور کہا کہ ابن ماجہ نے اسے بسند جید روایت کیا۔

یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ سُنن ابن ماجہ میں یہ حدیث نہیں ہے پھر حافظ منذری کا رواہ ابن ماجہ بسند جید کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟ اس لئے کہ حافظ منذری نے رواہ ابن ماجہ کہا ہے 'فی سُننه' نہیں کہا، مرویات ابن ماجہ سُنن ابن ماجہ میں منحصر نہیں بلکہ تفسیر و تاریخ بھی ان کی تصانیف ہیں۔[۱۵۷]

غیر مقلدین کے امام حافظ ابن قیم کی اس نقل کردہ حدیث سے ثابت ہوا کہ کہ درود شریف پڑھنے والا جہاں بھی ہو اس کی آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرماتے ہیں۔

قرار دیا گیا ہو ایسا کہنا بالکل غلط ہے“۔[۱۹۴]

## ایک اعتراض

حضرت ابوالعباس شیخ شہاب الدین احمد بن محمد شافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۳ھ) نے اپنی کتاب ”مواھب اللدنیہ“ میں ”مصنف عبد الرزاق“ کے حوالہ سے جو حدیث نور نقل فرمائی ہے، اس میں ”من نورہٖ“ کے الفاظ ہیں، جب کہ حال ہی میں افغانستان سے دریافت ہونے والے نسخہ میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

اس کے جواب عرض ہے کہ امام قسطلانی کے پیش نظر مصنف عبدالرزاق کا جو نسخہ تھا، انہوں نے اس کے مطابق نقل کیا، نسخوں میں معمولی اختلاف کا ہونا کوئی بڑی بات نہیں جیسا کہ اہل علم پر اظہر من الشمس ہے، یہاں یہ بھی یاد رہے کہ ایک روایت کی نقل میں ایک راوی کچھ لفظ کم نقل کر رہا ہو اور دوسرا راوی کچھ لفظ زیادہ لا رہا ہو تو ثقہ کی زیادۃ قبول کی جاتی ہے، اس کے علاوہ مصنف عبدالرزاق میں اس حدیث سے پہلے والی حدیث نمبر ۱۷ میں صاف ”نور من نور اللہ“ کے الفاظ موجود ہیں۔



## اعلیٰ حضرت کے ایک شعر پر اعتراض کا جواب

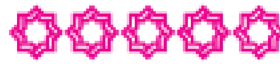
ایک مرتبہ غزالئی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بہاول پور (پاکستان) میں تقریر فرما رہے تھے، کسی نے سوال کیا کہ آپ تو کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ، ٹکڑا یا جز نہیں ہیں، مگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی حدائق بخشش میں کہتے ہیں:

”نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی“

تو آپ کیسے کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا ٹکڑا نہیں مانتے؟

علامہ کاظمی صاحب علیہ الرحمہ نے جواب میں فرمایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے کس کا ٹکڑا مانا، واحد کا یا وحدت کا؟ آپ اللہ تعالیٰ کو واحد کہتے ہیں یا وحدت کہتے ہیں؟ ارے وحدت تو وصف ہے، اور صفات کے جلوے اور انوار ہوتے ہیں، اگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واحد کا ٹکڑا ہیں یا اِلٰہ واحد کا ٹکڑا ہیں، تب تو آپ کی بات درست ہوتی، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ واحد کا ٹکڑا نہیں فرما رہے وہ تو فرما رہے ہیں ”نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی“، وحدت صفت ہے اور اس صفت کے جو انوار و تجلیات ہیں وہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفت وحدت کے نور کا جلوہ ہیں، اللہ کی ذات کا ٹکڑا نہیں ہیں، ہم تو اللہ تعالیٰ کو واحد کہتے ہیں، تم اللہ تعالیٰ کو وحدت کہو تو تمہاری مرضی، بتایئے اللہ تعالیٰ واحد یا وحدت ہے؟ یقیناً اللہ واحد

ہے، تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کب کہا کہ حضور واحد کا ٹکڑا ہیں؟ پہلے تم وحدت کو اللہ بناؤ پھر اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرو کہ انہوں نے اللہ کا ٹکڑا بنا دیا، اگر وحدت تمہارے نزدیک اللہ ہے تو پھر تم اپنے ایمان کو خود سنبھالو۔[۱۹۵]



# ماخذ ومراجع

[۱]۔القرآن الحکیم، پ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶

[۲]۔علامہ سید احمد سعید کاظمی، البیان ترجمہ قرآن، مطبوعہ ملتان ۱۹۸۷ء

[۳]۔امام ابوعیسیٰ ترمذی، ترمذی شریف، مطبوعہ کراچی، ج ۱،ص ۶۴

[۴]۔شیخ ولی الدین خطیب، مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ کراچی، ص ۸۶

[۵]۔سید شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء، ج ۱،ص ۳۱۹

[۶]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی، سعادت دارین (عربی) مطبوعہ بیروت ۱۳۱۶ھ، ص ۱۶۹

[۷]۔امام علی بن سلطان قاری حنفی، رسالہ فضائل نصف شعبان (عربی، اُردو) مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء، ص ۴۱

[۸]۔مولانا احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی، غوث اعظم، مطبوعہ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۳۳

[۹]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی، جواھر البحار فی الفضائل النبی المختار (اُردو ترجمہ) مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور ۱۹۷۵ء، ج ۱،ص ۴۳۱

[۱۰]۔امیر خورد سید محمد مبارک علوی کرمانی، سیر الاولیاء (اردو ترجمہ) مطبوعہ اُردو سائنس بورڈ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۱۳۵

[۱۱]۔امام عبداللہ بن موسیٰ بن نعمان مزالی تلمسانی کراکشی، مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الیقظۃ والمنام، (اردو ترجمہ) مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور ۲۰۰۵ء، ص ۲۸۲

[۱۲]۔خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی، راحت القلوب (اُردو ترجمہ) مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۱۴۰۵ھ،ص ۱۴۱

[۱۳]۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی،اخبار الاخیار (اردو ترجمہ) مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کراچی،ص ۶۵

[۱۴]۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی،اخبار الاخیار (اُردو ترجمہ) مطبوعہ کراچی،ص ۵۸۶

[۱۵]۔شیخ عبدالوھاب شعرانی،طبقات الکبریٰ (اردو ترجمہ) مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۵ء، ص ۵۳۳

[۱۶]۔شیخ عبدالوھاب شعرانی،طبقات الکبریٰ ،مطبوعہ کراچی،ص ۵۳۳

[۱۷]۔امام عبدالوھاب شعرانی،طبقات الکبریٰ ،مطبوعہ کراچی،ص ۵۵۱

[۱۸]۔اعجاز الحق قدوسی،تذکرہ صوفیائے پنجاب،مطبوعہ سلمان کمپنی کراچی ۱۹۹۶ء،س ۳۹۲

[۱۹]۔امام عبدالوھاب شعرانی۔ طبقات امام شعرانی (اُردو ترجمہ برکات روحانی) مترجم سید محفوظ الحق شاہ صاحب،مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء،ص ۶۷۰

[۲۰]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی فلسطینی، افضل الصلوات علی سید السادات (عربی) مطبوعہ بیروت (لبنان) ۱۳۰۹ھ،ص ۳۱

[۲۱]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی،افضل الصلوات علی السادات (عربی) مطبوعہ بیروت ۱۳۰۹ھ، ص ۱۰۶

[۲۲]۔امام عبدالوھاب شعرانی،طبقات امام شعرانی (اردو ترجمہ) مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور ۲۰۰۲ء،ص ۷۴۰

[۲۳]۔حافظ رشید احمد ارشد،تعارف شیخ عبدالوھاب شعرانی (الطبقات الکبریٰ،اردو ترجمہ) مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی،۱۹۶۵ء،ص چ

[۲۴]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی، افضل الصلوات علی سید السادات (عربی) مطبوعہ بیروت ۱۳۰۹ھ،ص ۴۳

[۲۵]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی،جامع کرامات الاولیاء (اُردو ترجمہ) مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۰ء،ج ۳،ص ۲۱۴

[۲۶]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی، سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علیٰ سید الکونین (عربی)

مطبوعہ بیروت ۱۳۱۶ھ، ص ۲۴۱

[۲۷]۔محمد ابراھیم بیجاپوری، روضۃ الاولیاء بیجاپور، مترجم شاہ سیف اللہ قادری شطاری، سن طباعت اُردو حیدر آباد دکن ۱۳۱۴ھ، ص ۷۸

[۲۸]۔محمد غوثی شطاری مانڈوی، گلزار ابرار (اُردو ترجمہ) سن تالیف ۱۰۱۴ھ، مطبوعہ المعارف لاہور ۱۳۹۵ھ، ص ۴۱۲

[۲۹]۔خواجہ رضی الدین بسمل بدایونی، تذکرۃ الواصلین، مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۹۴۵ء، ص ۱۹۷

[۳۰]۔خواجہ محمد ھاشم کشمی، زبدۃ المقامات (اُردو ترجمہ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں حیدر آباد سندھ متوفی ۲۰۰۵ء) مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۷ھ، ص ۲۸۶

[۳۱]۔مولانا محمد امیر شاہ گیلانی قادری پشاوری، تذکرہ علماء ومشائخ سرحد، مطبوعہ پشاور ۱۹۶۳ء، ج ۱ ص ۳۲، ۳۳



[۳۲]۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوت (اُردو ترجمہ) مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۷۲ء، ج ۱ ص ۵۷۵

[۳۳]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی، جامع کرامات الاولیاء (اُردو ترجمہ) مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۰ء، ج ۳ ص ۱۲۱

[۳۴]۔محمد عبدالمجید صدیقی، سیرت النبی بعد از وصال النبی، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۷۹ء، ج ۱ ص ۲۵۰

[۳۵]۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، انفاس العارفین (اردو ترجمہ) مطبوعہ المعارف لاہور ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء ، ص ۱۹۰

[۳۶]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی، سعادت دارین (اردو ترجمہ) مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء، ج ۱ ص ۳۰۲

[۳۷]۔محمد عبدالجبار ملکاپوری، تذکرہ اولیائے دکن، مطبوعہ مطبع رحمانی حیدر آباد دکن، (بھارت) ج ۳، ص ۵۶۱

[۳۸]۔فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء، ص ۴۶۳

ایضاً۔محمد دین کلیم، مدینۃ الاولیاء، مطبوعہ المعارف لاہور ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء، ص ۴۳۸

[۳۹]۔حکیم محمد اسرار الحق بہاری، حضرت رسول نما بنارسی اور اُن کے معاصر علماء، مطبوعہ پٹنہ (بھارت) ۱۹۹۱ء، ص ۶۴،۹۳

[۴۰]۔قاضی محمد زاہد الحسینی، تذکرۃ المفسرین، مطبوعہ اٹک، ۱۴۰۱ھ، ۱۷۰

[۴۱]۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، انسان العین فی مشائخ الحرمین، مشمولہ انفاس العارفین (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۳۷۶

[۴۲]۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، القول الجمیل (عربی، اردو) مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۱۱۷

[۴۳]۔شاہ محمد عاشق پھلتی (متوفی ۱۱۷۸ھ)، القول الجلی فی ذکر آثار ولی، فارسی (عکس قلمی) مطبوعہ دہلی، ۱۹۸۹ء، ص ۲۷۶

[۴۴]۔ سید شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التاریخ جلد ۳، جز ۳، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء، ص ۲۰۹

[۴۵]۔شاہ غلام علی دہلوی، مقامات مظہری (اردو ترجمہ) مطبوعہ اُردو سائنس بورڈ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۳۲۹

[۴۶]۔محمد عنایت اللہ فرنگی محلی، تذکرہ علمائے فرنگی محل، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۳۰ء، ص ۲۶

[۴۷]۔ شاہ رؤف احمد رافت دہلوی، درالمعارف (اردو ترجمہ) مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۱۱۸، ۳۰۲

[۴۸]۔ڈاکٹر ظہور الحسن شارب دہلوی، دلی کے بائیس خواجہ، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور، ص ۲۶۴

[۴۹]۔امام الدین، نافع السالکین، مطبوعہ دہلی ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء، ص ۱۱۳

ایضاً۔ اللہ بخش بلوچ، خاتم سلیمانی، مطبوعہ لاہور ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء ۱۳۹

[۵۰]۔محمد مہدی واصف مدراسی، حدیقۃ المرام (تذکرہ علمائے مدراس، جنوبی ہند)، مطبوعہ مجلس ترقی اردو کراچی ۱۹۸۲ء ص ۱۹

[۵۱]۔مولانا نبی بخش حلوائی، شفاء القلوب بالصلوٰۃ علی المحبوب، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ۲۲۵

[۵۲]۔ڈاکٹر انعام الحق کوثر، تذکرہ صوفیائے بلوچستان، مطبوعہ اردو سائنس بورڈ لاہور ۱۹۸۶ء، ۶۵، ۲۶۷

[۵۳]۔حافظ احمد علی شوق،تذکرہ کاملان رام پور،مطبوعہ پٹنہ(بھارت)۱۹۸۶ء،ص۳۵۲

[۵۴]۔قائم الدین قانون گو،ذکر مبارک،مطبوعہ سیالکوٹ۱۹۸۰ء ص۱۴۵

[۵۵]۔محمد یعقوب ضیاءالقادری بدایونی،اکمل التاریخ،مطبوعہ حیدرآباددکن۱۹۱۵ء،ج۲،ص۱۷،۱۸

[۵۶]۔سید محمد سعید،ملفوظات مرأت العاشقین (اردو ترجمہ)مطبوعہ المعارف لاہور۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء،
ص۱۰۲

[۵۷]۔امیر بخش منشی،انوار شمسیہ،مطبوعہ سیال شریف ضلع سرگودھا(پاکستان)۱۹۷۸ء،ص۵۵

[۵۸]۔محمد صادق قصوری،اساتذۂ امیر ملت،مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور۱۹۹۶ء،ص۴۲

[۵۹]۔سید مغفور القادری،عبادالرحمٰن (تذکرہ مشائخ بھرچونڈی)مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور،
۱۹۹۱ء،ص۶۹

[۶۰]۔ ابوالحسن علی ندوی،تذکرہ مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی،مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی،
۱۹۸۵ء،ص۵۰

[۶۱]۔خواجہ محبوب عالم،ذکر خیر،مطبوعہ سیداشریف ضلع گجرات(پنجاب)۱۹۷۴ء،ص۲۵۷

ایضاً۔مولانا نور بخش توکلی،تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،مطبوعہ لاہور۱۹۷۶ء،ص۳۶۸

[۶۲]۔پروفیسر افتخار احمد چشتی سلیمانی، تذکرہ خواجگان تونسوی، جلداول، مطبوعہ فیصل آباد۱۴۰۶ھ/
۱۹۸۵ء،ص۱۳۲

[۶۳]۔پروفیسر فیاض احمد کاوش،آفتاب ولایت،مطبوعہ کراچی۱۹۹۰ء،ص۱۴۹

[۶۴]۔مولانا غلام شبر قادری بدایونی،تذکرہ نوری،مطبوعہ لائل پور(فیصل آباد)۱۹۶۸ء،ص۹۶

[۶۵]۔ حافظ احمد علی شوق رامپوری، تذکرہ کاملان رام پور، مطبوعہ خدا بخش اورینٹل لائبریری
پٹنہ(بھارت)،ص۱۲۱

[۶۶]۔حکیم سید سکندر شاہ کانپوری،سیرت فخر العارفین،مطبوعہ کراچی۱۳۸۳ھ،ص۱۱۳،۲۱۹

[۶۷]۔مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی،الوظیفۃ الکریمۃ،مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور،ص۲۱

[۶۸]۔خلیفہ ضیاء محمد ضیاء،گلزار رحمانی،مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور۱۹۷۶ء،ص۱۱

[۶۹]۔محمد امیر شاہ قادری گیلانی، تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، مطبوعہ پشاور۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء، ج۱،

ص ۱۹۵،۱۹۶

[۷۰]۔مولانا حامد علی خاں رامپوری ثم ملتانی، تذکرۃ المشائخ، مطبوعہ ملتان ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء ص ۱۵۳

[۷۱]۔حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری، حدیث دلبراں، مطبوعہ لاہور، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء، ص ۱۱۹، ۲۹۵، ۳۰۰، ۳۰۲

[۷۲]۔مولانا فیض احمد فیض، ملفوظات مہریہ، مطبوعہ گولڑا شریف، راولپنڈی، ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء ص ۴۸

[۷۳]۔ ماہنامہ ''نعت'' لاہور، شمارہ دسمبر ۱۹۹۰ء، ص ۲۷، بحوالہ کتاب '' سلطان ظہور اختر'' تالیف حسن آفاقی، مطبوعہ راولپنڈی، ص ۲۳۳

[۷۴]۔ماہنامہ نعت، لاہور، شمارہ دسمبر ۱۹۹۰ء، ص ۷۰، بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور (اشاعت خاص) ۲۱ راپریل ۱۹۸۸ء، مضمون ''فکر اقبال قرآن وسنت کی روشنی میں'' از محمد حنیف شاہد

[۷۵]۔ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام، گوجرانوالہ، شمارہ مارچ ۱۹۹۰ء، ص ۶۷



[۷۶]۔محمد اقبال باروی، فیوضات حسنیہ، مطبوعہ لیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء، ص ۹۵

[۷۷]۔پروفیسر محمد حسین آسی، انوار لاثانی، مطبوعہ علی پور سیداں (سیالکوٹ) ۱۹۸۳ء، ص ۸۱

[۷۸]۔مولانا عبد المجتبیٰ رضوی، تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء، ص ۴۸۴

[۷۹]۔قلمی یادداشت مولانا اقبال احمد فاروقی لاہور، محررہ بنام راقم خلیل احمد رانا

[۸۰]۔پروفیسر محمد طاہر فاروقی، سیرت امیر ملت مطبوعہ علی پور سیداں (سیالکوٹ) ۱۳۹۴ھ، ص ۱۰۶

[۸۱]۔حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی، تحفۃ الصلوٰۃ الی النبی المختار، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۴ء، ص ۳۲۰

[۸۲]۔شاہ حسین گردیزی، تجلیات مہر انور، مطبوعہ گولڑا شریف، اسلام آباد ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء، ص ۳۰۰

[۸۳]۔[۸۲]۔ڈاکٹر محمد افسر الحق دھلوی، ابتدائیہ کتاب اوائل الخیرات ''میری زندگی کا اہم ترین واقعہ''، مطبوعہ کرماں والا پبلی کیشنز کراچی، ص ۳ تا ۲۷

[۸۴]۔مقدمۃ المصنف، علامہ سید محمد عبد الغفور النامی، کتاب ''اوائل الخیرات'' مطبوعہ کراچی، ص ۳ تا ۶

[۸۵]۔مضمون ''سردار عبد الرب نشتر'' مضمون نگار، ممتاز عارف، روزنامہ نوائے وقت لاہور، شمارہ جمعرات ۱۴ رفروری ۱۹۸۰ء، ص ۳

[۸۶]۔سید شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ، ج ۳، جز ۸، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء،

ص ۷۵

[۸۷] ۔محمد جلال الدین قادری، محدث اعظم پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء، جلد ۲،

ص ۱۴۴

[۸۸] ۔محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کان پور (بھارت) ۱۳۹۱ھ، ص ۵۶

[۸۹] ۔پروفیسر ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، مضمون ''مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں

بریلوی''، ماہنامہ جہان رضا لاہور، شمارہ ذیقعدہ ۱۴۱۶ھ/ اپریل ۱۹۹۶ء، ص ۱۴۔۱۵

[۹۰] ۔عبدالحق انصاری، الشیخ محمد علی مراد، مطبوعہ بہاء الدین زکریا لائبریری، چھومی (ضلع چکوال) ۲۰۰۱ء،

ص ۱۹۔۲۰

[۹۱] ۔نور احمد مقبول، خزینہ کرم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء، ص ۷

[۹۲] ۔محمد عبدالحکیم شرف قادری، تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء، ص ۱۵۹

[۹۳] ۔پروفیسر سید اسرار بخاری، حیات مغفور، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۵۳

[۹۴] ۔مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ

/ ۱۹۷۶ء، ص ۱۷۳۔۱۷۴

[۹۵] ۔پروفیسر قاری مشتاق احمد، ذکر رحمت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۳۵، ۷۷، ۸۲

[۹۶] ۔قاضی عبدالنبی کوکب، حیات سالک، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء، ص ۸۵

[۹۷] ۔محمد عبدالمجید صدیقی، زیارت نبی بحالت بیداری، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء، ص ۱۰۲۔۱۰۳،

بحوالہ ماہنامہ سلسبیل لاہور، سیرت مصطفےٰ نمبر، شمارہ اکتوبر ۱۹۸۱ء، ص ۳۷

[۹۸] ۔قاسم الرضوی، ماہنامہ انوار الفرید، ساہیوال، شمارہ نومبر، دسمبر ۱۹۸۲ء، ص ۴۳۔۴۴

[۹۹] ۔شیخ عبدالمقصود سالم مصری، انوار الحق فی الصلوٰۃ علی سید الخلق ﷺ (عربی،

اردو) مطبوعہ لاہور، ص ۸۹۔۹۰

[۱۰۰] ۔محمود احمد رضوی، سیدی ابوالبرکات، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء، ص ۱۷۸

[۱۰۱] ۔محمد عبدالرحمٰن حسنی، تحفہ سلطانیہ، مطبوعہ شاہ والا ضلع خوشاب ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء، ص ۱۶

[۱۰۲] ۔فقیر محمود سدیدی، ملفوظات خواجہ خان محمد تونسوی، مطبوعہ ملتان ۱۴۰۰ھ، ص ۱۱، ۳۷، ۳۹

[۱۰۳]۔خلیل احمد رانا، انوار قطب مدینہ، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۸ھ، ص ۲۱۸

[۱۰۴]۔ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور (شیخ الاسلام نمبر) شمارہ اکتوبر ۱۹۸۱ء، ص ۲۹

[۱۰۵]۔ماہنامہ ضیائے قمر، گوجرانوالہ، شمارہ مئی ۱۹۹۴ء، ص ۱

[۱۰۶]۔شہزاد احمد، تذکرہ عاشق رسول ﷺ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۲۶۔۲۷

[۱۰۷]۔قلمی یادداشت، فقیر خلیل احمد رانا

[۱۰۸]۔شاہ حسین گردیزی، تجلیات مہر انور، مطبوعہ گولڑا شریف ۱۹۹۲ء، ص ۲۵۷

[۱۰۹]۔غلام اویس قرنی، احوال و آثار مفتی عزیز احمد قادری بدایونی، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۱۳۲

[۱۱۰]۔سید صابر حسین بخاری، تذکرہ باب العلوم مولانا غلام محمود ہزاروی، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۲۷۔۲۸

[۱۱۱]۔قلمی یادداشت خلیل احمد رانا عفی عنہ

[۱۱۲]۔قلمی یادداشت خلیل احمد رانا عفی عنہ

[۱۱۳]۔تعارفی کتابچہ بابت ۱۷واں سالانہ عرس مبارک خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ، مرتبہ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی، مطبوعہ کراچی اکتوبر ۲۰۰۰ء، ص ۱۸

[۱۱۴]۔مولانا محمد الیاس قادری، فیضان سنت، مطبوعہ کراچی ۱۴۰۹ھ، ص ۱۴۳ تا ۱۴۵

[۱۱۵]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی، **سعادۃ دارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین** (عربی)، مطبوعہ بیروت ۱۳۱۶ھ، ص ۲۴۵

[۱۱۶]۔شیخ شہاب الدین سہروردی، **عوارف المعارف** (اردو ترجمہ) مطبوعہ مدینہ پبلی کیشنز کراچی ۱۹۸۹ء، ص ۵۴۰

[۱۱۷]۔مولوی محمد زکریا سہارنپوری، فضائل درود شریف، مطبوعہ لاہور، ص ۵۲

[۱۱۸]۔پروفیسر ابوبکر غزنوی، قربت کی راہیں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۱۴۹، ۱۵۰

[۱۱۹]۔سید باقر بن سید عثمان بخاری اوچی، جواہر الاولیاء (فارسی) مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء، ص ۲۶۸

[۱۲۰]۔مکتوبات کلیمی، فارسی (قلمی مخطوطہ)، مکتوب خواجہ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ بنام خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲/ذی قعدہ ۱۱۴۲ھ)، مکتوب نمبر ۸۷، ص ۱۷۴ (مملوکہ مخزونہ حکیم اللہ

بخش انصاری اسد نظامی مرحوم)

[۱۲۱]۔ڈاکٹر تسخیر احمد پی ایچ ڈی، مضمون چند یادیں، ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (شیخ الاسلام نمبر)، شمارہ اکتوبر ۱۹۸۱ء، ص ۱۱۰

[۱۲۲]۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، شمارہ جون ۱۹۹۳ء، ص ۴۵، ۴۶، مضمون، دلائل الخیرات اور صاحب دلائل، مضمون نگار علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، بحوالہ خیر الدین زرکلی، الاعلام، مطبوعہ بیروت، ج ۶ ص ۱۵۱۔ محمد بن شنب، دائرۃ المعارف، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، ج ۷، ص ۲۲۷

[۱۲۳]۔علامہ محمد مہدی فاسی مغربی، **مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات** (عربی) المطبعۃ التازیہ مصر، ص ۳

[۱۲۴]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی فلسطینی، **جامع الکرامات الاولیاء** (اردو ترجمہ) مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور ۱۹۸۲ء، ص ۶۹۴ 

[۱۲۵]۔علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، مضمون دلائل الخیرات اور صاحب دلائل، ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، شمارہ جون ۱۹۹۳ء، ص ۴۶، بحوالہ اسماعیل پاشا بغدادی، ہدیۃ العارفین، مطبوعہ بغداد (عراق)، ج ۲، ص ۲۰۴

[۱۲۶]۔اولیاء اللہ کی شان وشوکت اور توقیر ظاہر کرنے کے لئے مزارات پر گنبد بنانا مسلمانوں کا صدیوں سے معمول ہے، علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ذھبی حنبلی دمشقی (متوفی ۷۴۸ھ) جو کہ ابن تیمیہ حرانی کے شاگرد ہیں، اپنی مشہور کتاب "**تذکرۃ الحفاظ**" کے گیارھویں طبقہ میں امام ابوعوانہ شافعی اسفرائینی نیشاپوری (متوفی ۳۱۶ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں کہ " آپ کی قبر اسفرائن شہر کے اندر ہے اس پر گنبد بنا ہے اور زیارت گاہ عوام ہے" (تذکرۃ الحفاظ، اردو ترجمہ حافظ محمد اسحاق غیر مقلد، تقدیم وتہذیب، منیر احمد سلفی غیر مقلد، مطبوعہ اسلامک پبلشنگ ھاؤس لاہور ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء، ج ۳، ص ۵۴۵۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں!

"مشہور محدث شیخ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی بغدادی شارح بخاری علیہ الرحمہ (متوفی ۷۸۶ھ) نے اپنے زمانہ حیات میں ہی اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ حضرت شیخ ابواسحاق شیرازی بغدادی علیہ الرحمہ کے مزار کے جوار میں بنا لیا تھا اور اس کے اوپر ایک قبہ بھی تعمیر کرالیا تھا، چنانچہ اسی میں دفن ہوئے"۔(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، بستان المحدثین (فارسی، اردو) مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۹۸۴ء،

ص ۳۲۲۔

[۱۲۷]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی، جامع کرامات الاولیاء (اردو ترجمہ) مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور ۱۹۸۲ء، ج ۱، ص ۶۹۴

[۱۲۸]۔دلائل الخیرات، حزب سابع، (حاشیہ) مطبوعہ مکتبہ خیر کثیر (نور محمد) کراچی، ص ۲۲۱

[۱۲۹]۔علامہ اسماعیل حقی بروسوی، تفسیر روح البیان (عربی) مطبوعہ مصر، ج ۷، ص ۲۳۴

[۱۳۰]۔قاضی محمد زاہد الحسینی، رحمت کائنات، مطبوعہ اٹک ۱۹۸۴ء، ص ۲۲۱

[۱۳۱]۔شیخ رفیع الدین قندھاری (متوفی ) معاصر غلام علی آزاد بلگرامی، حیدر آباد دکن کے نہایت مشہور معروف عالم فاضل صوفی اور شاعر تھے، آپ کے ہزار ہا مرید تھے، آپ کی تصانیف میں ثمرات مکیہ، تذکرہ شعراء فارسی اور انوار القندھار (قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن)، تذکرہ نو بہار، تاریخ اولیاء دکن وغیرہ مشہور ہیں، آپ حضرت شاہ رحمت اللہ مجددی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶ ربیع الاول ۱۱۹۵ھ) مدفون رحمت آباد (نیلور) کے مرید تھے آپ کے خلفاء میں مولانا شجاع الدین مجددی حیدر آبادی مشہور ہیں۔ (سہ ماہی العلم کراچی، شمارہ، اپریل تا جون ۱۹۶۸ء، ص ۴۸ تا ۵۵)

[۱۳۲]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی، جامع کرامات الاولیاء (اُردو ترجمہ) حصہ اول، مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور ۱۹۸۲ء، ص ۹۱۶

[۱۳۳]۔شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی، سعادۃ دارین (عربی)، مطبوعہ بیروت ۱۳۱۶ھ، ص ۳۲۰

شیخ عبداللہ الھاروشی المالکی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور کتاب بھی دُرود شریف کے فضائل میں ہے جس کا نام ''الفتح المبین والدر الثمین فی فضل الصلاۃ والسلام علی سید المرسلین' ' ہے (عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین، مطبوعہ بیروت، ج ۶، ص ۱۱۸)

[۱۳۴]۔مشکوٰۃ، ص ۲۴۹، مسلم ، کتاب العتق، ص ۴۹۴

[۱۳۵]۔ علامہ ڈاکٹر محمد اشرف جلالی، صلوٰۃ وسلام پر اعتراض کیوں؟۔ مطبوعہ مرکز البحوث الاسلامی داروغہ والا لاہور ۲۰۰۵ء، ص ۶، ۷

[۱۳۶]۔ علامہ سید محمد ھاشم فاضل شمسی، صلوٰۃ وسلام، حصہ دوم، مطبوعہ، ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشن کراچی ۱۹۸۲ء، ص ۱۸

[۱۳۷]۔ مسلم مع نووی، جلد۱، ص۱۷۵

[۱۳۸]۔ امام مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری (متوفی ۲۶۱ھ)، مسلم شریف بحاشیہ امام نووی، جلد۱، ص۱۷۵

[۱۳۹]۔ محمد بن علی شوکانی یمنی، تحفة الذاکرین، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ص۱۱۱

[۱۴۰]۔ مولانا محمد سعید شبلی (متوفی ۱۹۸۲ء)، احسن الکلام فی فضائل الصلوٰة والسلام، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۴۰۰ھ، ص۸، ۹ (ملخصاً)

[۱۴۱]۔ امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، (متوفی ۱۹۴ھ)، صحیح بخاری، (کتاب الدعوات) جلد ثانی، مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء، ص۹۴۱

[۱۴۲]۔ ایضاً، ص۹۴۰

[۱۴۳]۔ امام ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی (متوفی ۲۷۳ھ)، سنن ابن ماجه (عربی) مطبوعہ کتب خانہ میر محمد آرام باغ کراچی، ص۶۵

[۱۴۴]۔ محمد بن ابی بکر المعروف حافظ ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ)، جلاء الافهام (عربی) مطبوعہ دار الطباعة المحمدیہ قاہرہ مصر، ص۲۴۷

[۱۴۵]۔ پیر محمد کرم شاہ، مضمون ''نماز جنازہ کا طریقہ''، ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، شمارہ نومبر ۱۹۷۳ء، ص۳۵، ۳۶

[۱۴۶]۔ اشرف علی تھانوی، زاد السعید، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، ص۱۷

ایضاً۔ محمد زکریا کاندھلوی، فضائل درود شریف، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور، ص۵۹

ایضاً۔ پروفیسر سید ابوبکر غزنوی، قربت کی راہیں، مطبوعہ مکتبہ غزنویہ شیش محل روڈ لاہور ۱۹۷۷ء، ص۱۴۹

[۱۴۷]۔ حافظ ابن قیم جوزی، جلاء الافهام، مطبوعہ مصر، ص۴۸

ایضاً۔ اشرف علی تھانوی، زاد السعید، مطبوعہ لاہور، ص۳۱

ایضاً۔ محمد زکریا کاندھلوی، فضائل درود شریف، مطبوعہ لاہور، ص۵۲

ایضاً۔ پروفیسر ابوبکر غزنوی، قربت کی راہیں، مطبوعہ لاہور، ص۱۴۹

[۱۴۸]۔ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی، سراجاً منیرا، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۳۸۴ء/۱۹۶۴ء، ص ۲۹
ایضاً۔ محمد زکریا سہارنپوری، فضائل درود شریف، مطبوعہ لاہور، ص ۵۹، ۱۲۲
ایضاً۔ پروفیسر ابوبکر غزنوی، قربت کی راہیں، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۱۵۰
[۱۴۹]۔ محمد زکریا سہارنپوری، فضائل درود شریف، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ اُردو بازار لاہور، ص ۵۱
ایضاً۔ پروفیسر سید ابوبکر غزنوی، قربت کی راہیں، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۱۵۱
[۱۵۰]۔ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی، سراجاً منیرا، مطبوعہ سیالکوٹ، ۱۹۶۴ء، ص ۲۸
ایضاً۔ مولوی حسین احمد دیوبندی، مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۲، ص ۵۴
[۱۵۱]۔ اشرف علی تھانوی، زاد السعید، مطبوعہ تاج کمپنی کراچی، ص ۱۵
[۱۵۲]۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی، الداء والدواء، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور، ص ۱۶۴
[۱۵۳]۔ محمد بن ابی بکر المعروف ابن قیم جوزی، **جلاء الافهام** (عربی)، مطبوعہ دار الطباعۃ محمدیہ بالازہر قاہرہ (مصر)، ص ا
[۱۵۴]۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری، الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام، مطبوعہ ادارہ ضیاء الحدیث مدنی روڈ مصطفیٰ آباد لاہور ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء، ص ا
[۱۵۵]۔ مولوی عبدالغفور اثری، احسن الکلام فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی خیر الانام، مطبوعہ سیالکوٹ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء، ص ا
[۱۵۶]۔ محمد بن ابی بکر المعروف ابن قیم جوزی، **جلاء الافهام** (عربی)، مطبوعہ دار الطباعۃ محمدیہ بالازہر قاہرہ (مصر) ۱۳۹۲ھ، ص ۶۳
ایضاً۔ امام احمد بن حجر الہیتمی المکی (متوفی ۹۷۴ھ)، **الجواهر المنظم فی زیارة القبر الشریف النبوی المکرم المعظم**، (متوفی ۹۷۴ھ)، مطبوعہ بالمطبعہ الخیریہ (مصر) ۱۳۳۱ھ، ص ۲۱
[۱۵۷]۔ ماہنامہ السعید، ملتان، شمارہ جولائی اگست ۱۹۶۲ء، (حیات النبی نمبر)، ص ۴۶
[۱۵۸]۔ ظفر احمد تھانوی، حاشیہ، شکر النعمہ بذکر الرحمۃ الرحمہ، مطبوعہ مکتبہ تھانوی دفتر الابقاء کراچی، ص ۱۸
[۱۵۹]۔ حسین احمد دیوبندی، الشہاب الثاقب، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۷۹ء،

ص ۲۴۴

[۱۶۰]۔ ماہنامہ تعلیم القرآن، راولپنڈی، شمارہ ستمبر ۱۹۶۰ء، ص ۳۶

[۱۶۱]۔ محمد زکریا سہارنپوری، فضائل درود، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ اُردو بازار لاہور، ص ۲۸

[۱۶۲]۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، ضیاء القلوب (کلیات امدادیہ) مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ۱۹۷۶ء، ص ۱۵، ۱۶

[۱۶۳]۔ نسیم حجازی، پاکستان سے دیارِ حرم تک، مطبوعہ قومی کتب خانہ فیروز پور روڈ لاہور، ص ۴۹ تا ۵۱

[۱۶۴]۔ قاضی محمد زاہد الحسینی، تذکرۃ المفسرین، مطبوعہ اٹک ۱۴۰۱ھ، ص ۲۰۵

[۱۶۵]۔ قاضی محمد زاہد الحسینی، رحمت کائنات، مطبوعہ اٹک ۱۹۸۴ء، ص ۳۰۳

[۱۶۶]۔ علامہ سیّد احمد سعید کاظمی، الصلوٰۃ والسلام علی سیّد الانام، مطبوعہ ادارہ تحفظ دین ملتان، ص ۱۹

[۱۶۷]۔ محمد زکریا سہارنپوری، فضائل درود شریف، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور، ص ۹۰

[۱۶۸]۔ پروفیسر ابوبکر غزنوی، قربت کی راہیں، مطبوعہ مکتبہ غزنویہ شیش محل روڈ لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۱۲۳، ۱۲۴

[۱۶۹]۔ پروفیسر ابوبکر غزنوی، سوانح عمری حضرت مولانا ابوداؤد غزنوی، مطبوعہ مکتبہ غزنویہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۱۹۵

[۱۷۰]۔ عاشق الٰہی میرٹھی، تذکرۃ الرشید، جلد ۲ مطبوعہ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور، ص ۲۹۱

[۱۷۱]۔ ماہنامہ السعید، ملتان، شمارہ ستمبر ۱۹۶۲ء، ص ۸، ۹

[۱۷۲]۔ قاضی محمد زاہد الحسینی، رحمت کائنات، مطبوعہ اٹک ۱۹۸۴ء، ص ۲۱۹، ۲۲۰

[۱۷۳]۔ ابوالاعلیٰ مودودی، درود و سلام، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ اُردو بازار لاہور ۱۹۸۹ء، ص ۱۴

[۱۷۴]۔ محمد اقبال کیلانی، درود شریف کے مسائل، مطبوعہ حدیث پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۴ء، ص ۴۳

[۱۷۵]۔ فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنۃ، ۷/ ایبک روڈ لاہور، ص ۳۶۵

[۱۷۶]۔ ایضاً، ص ۲۲۱

[۱۷۷]۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی، درود تاج پر اعتراضات کے جوابات، مطبوعہ ملتان ۱۹۸۶ء، ص ۵۵ تا ۶۰

[۱۷۸]۔ مولوی محمد عارف سنبھلی، بریلوی فتنہ کا نیا روپ، مطبوعہ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۱۳۶، ۱۳۷

[۱۷۹]۔ خیر الفتاویٰ، جلد اول، مطبوعہ ملتان ۱۹۸۷ء، ص ۳۳۸

[۱۸۰]۔ مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، سراجاً منیرا، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء، ص ۵۵

[۱۸۱]۔ فتاویٰ نذیریہ، جلد اول، مطبوعہ اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور ۱۳۹۰ھ/۱۹۶۱ء، ص ۱۹

[۱۸۲]۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی، درود تاج پر اعتراضات کے جوابات، مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان ۱۹۸۶ء، ص ۹، ۱۰

[۱۸۳]۔ محمد جعفر شاہ پھلواروی، ادعیہ پر تحقیقی نظر، مطبوعہ ادارہ معارف الحق کراچی ۱۹۸۰ء، ص ۱۶

[۱۸۴]۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی، درود تاج پر اعتراضات کے جوابات، مطبوعہ کاظمی پبلی کیشنز ملتان ۱۹۸۶ء، ص ۱۱۹



[۱۸۵]۔ المصنف عبدالرزاق، الجز المفقود من الجزء الاوّل تحقیق ڈاکٹر عیسٰی بن عبداللہ بن محمد بن مانع الحمیری (دبئی)، الطبعۃ الاولی من بیروت، لاہور (پاکستان) ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۵ء، ص ۶۳، حدیث نمبر ۱۷

[۱۸۶]۔امام احمد رضا بریلوی، صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ، مطبوعہ لاہور، ص ۴۷

[۱۸۷]۔امام احمد رضا بریلوی، مجموعہ رسائل نور و سایہ، مطبوعہ لاہور، ص ۳۶

[۱۸۸]۔علامہ سید احمد سعید کاظمی، میلاد النبی، مطبوعہ مبارک پور اعظم گڑھ ۱۴۰۰ھ، ص ۱۹

[۱۸۹]۔علامہ سید احمد سعید کاظمی، اسلام اور عیسائیت، مطبوعہ ملتان ۱۹۶۲ء، ص ۲۲

[۱۹۰]۔علامہ سید احمد سعید کاظمی، تقریر مقصود کائنات، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۴

[۱۹۱]۔امام محمد بن عبدالباقی زرقانی، شرح مواهب اللدنیہ، ج ۱، ص ۵۵

[۱۹۲]۔مولانا عبدالحی لکھنوی، الاثار المرفوعه فی الاخبار الموضوعة، مطبوعہ ادارۃ احیاء السنۃ، گھرجاکھ (گوجرانوالہ)، ص ۳۹

[۱۹۳]۔اشرف علی تھانوی، نشر الطیب، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، ص ۶

[۱۹۴]۔خیر الفتاویٰ، مرتبہ مفتی محمد انور، مطبوعہ ملتان ۱۹۷۸ء، ج ۱، ص ۱۴۶

[۱۹۵]۔روایت حافظ بشیر احمد سعیدی، خطیب جامع مسجد البدر، بہاری کالونی بہاولپور